اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

خاندانِ نبوّت کا تعارف

تالیف الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

محمد رسول اللہ

خاندانِ نبوت کا تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الله
رسول
محمد

خانوادۂ نبوت کا تعارف

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

کتاب

خاندانِ نبوت کا تعارف

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Ph 0300-8661763 , 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

الله
رسول
محمد

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فہرست

حصہ اول

حصہ دوم

عرض ناشر

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین، أما بعد:

نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر پہلو سے بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جاتا رہے گا۔ ولادت سے وفات تک ہر ادا صفحۂ قرطاس پر محفوظ ہو چکی ہے کیونکہ آپ اس امت کے رہبر و رہنما اور پیشوا ہیں ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کے ذریعے سے آپ کی زندگی کو ہر انسان کے لیے معیار قرار دیا گیا ہے لیکن یہ اسلام کا امتیاز اور سیرت نگاروں کا اعزاز ہے کہ نبی کریم ﷺ سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کے حالات و واقعات بھی سینوں سے سفینوں میں نقل کر کے ہمیشہ کے لیے ان کی حفاظت کو یقینی بنا دیا ہے۔

نامور قلم کار الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ کی زیر نظر تالیف ''خاندانِ نبوت اور اس کا تعارف'' مذکورہ پہلو ہی کو اجاگر کرتی ہے جس میں اولاً اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کیا گیا ہے، پھر خاندان نبوت کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے اور بڑے خوبصورت اسلوب میں آپ کے والدین، رضاعی والدین، رضاعی بہن بھائی، آپ کے چچے، پھوپیاں، چچا زاد بہنوں بھائیوں اور ازواج مطہرات کا تذکرہ کیا ہے، اسی طرح آپ کی اولاد، لونڈیاں اور سسرالی رشتے داریاں بھی صفحات کی زینت بنی نظر آتی ہیں۔ بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر اس سے قبل اتنی جامع اور معلوماتی کتاب منظر عام پر نہیں آئی ہو گی۔

مکتبہ اسلامیہ نے اپنے روایتی معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیشہ کی طرح کتاب کو ظاہری و باطنی حسن سے دوبالا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، اس سلسلے میں ادارے کے رفیق محترم قاری عمر فاروق راشد کی محنت لائق تحسین ہے کہ انھوں نے بڑی باریک بینی سے تصحیح و تنقیح کی اور محمد ذیشان مشتاق نے بہترین کمپوزنگ کی ہے، خوبصورت ٹائٹل اور ڈیزائنگ عبدالواسع صاحب کی کمال مہارت کا نتیجہ ہے۔ جزاهم الله خيراً

ہمیں امید واثق ہے کہ ہماری اس کاوش کے ذریعے سے قارئین اپنے ذوق کو ضرور تحسین پہنچائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

ہم اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ اس کتاب کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے اور اسے شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

محمد سرور عاصم

مدیر مکتبہ اسلامیہ

لاہور۔ فیصل آباد

عرض مؤلف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سبا:۲۸)

"(اے نبی!) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ ہمارے نبی محمد ﷺ دعائے ابراہیم اور بشارت عیسیٰ کی عملی تصویر بن کر اس دھرتی پر جلوہ افروز ہوئے اور جہالت و ظلمت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھا کر مہذب ترین قوم بنایا، بندہ و آقا کے امتیاز کو ختم کر کے مساوات کا درس دیا، بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر معبود واحد کے سامنے جھکایا، ایک دوسرے کے خون و مال کے دشمنوں کو محبت کا سبق پڑھایا اور اللہ کی اس زمین پر اللہ کا نظام چلایا۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی شخصیت کو اپنے لیے نمونہ سمجھتے ہیں، یقیناً آپ جیسا اس جہاں میں کوئی نہیں ہے۔ بقول شاعر۔

تاریخ اگر ڈھونڈے گی کہیں ثانی محمد
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ بھی نہ ملے گا

بعثت نبوی سے لے کر آج تک ہر چاہنے والے نے اپنے اپنے انداز میں آپ ﷺ کی ذات گرامی کی شان اقدس میں کچھ نہ کچھ گل ہائے عقیدت پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے مگر کسی کے قلم میں اتنی سکت کہاں کہ وہ آپ کی شان بے مثالی کو کما حقہ احاطہ تحریر میں لا سکے، ہاں اتنا ضرور ہوا کہ

اس نے اپنا نام محبانِ رسول ﷺ میں درج کروا لیا ہے، میں نے بھی یہ ادنیٰ سی کوشش کر کے اپنا نام محبانِ رسول ﷺ میں درج کروانے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ اس کتابچے کو میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

اس کتاب کی تیاری میں بنیادی معاونت الشیخ جمال الدین یوسف بن حسین بن عبدالہادی المقدی رحمہ اللہ کی کتاب "الشجرة النبوية في نسب خير البرية" سے لی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سیرت اور تراجم کی بہت سی کتب میں درج معلومات کو اس کتاب میں نقل کیا گیا ہے۔ میں اپنی کم علمی اور کم مائیگی کے باوجود امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب اردو میں سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی کتب میں اک نیا اضافہ ہوگا، جس میں منفرد انداز میں پہلی بار رسول اللہ ﷺ کے ددھیال، ننھیال اور سسرال کی مختصر مگر جامع فہرست پیش کی گئی ہے۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پیدائش سے وفات تک اور آپ کے غزوات و سرایا اور وفود کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لیے، میرے والدین، اہل وعیال، اساتذہ، قارئین اور ناشرین کے لیے بارگاہِ الٰہی میں درجہ قبولیت بخشے۔

أخوكم في الدين

محمد عظیم حاصلپوری

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر، جالندھر کالونی، حاصل پور

حصہ اول

رسول اللہ ﷺ کا حسب ونسب

14

حسب ونسب پر انسان کی پہچان کا انحصار ہے رشتوں کی پاسداری اور صلہ رحمی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنے حسب ونسب سے واقف ہو، یہ حسب ونسب اور رشتے اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّ صِهْرًا﴾

''وہی (اللہ) ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا، پھر اس کے نسبی (ددھیال) اور سسرالی رشتے بنائے۔'' (الفرقان:٥٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الأَثَرِ» ①

''تم اپنے نسب کو صلہ رحمی کے لیے معلوم کرو، یقیناً صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے، مال اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ اعلیٰ نسب والے تھے جیسا کہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جب شاہ روم ہرقل کے دربار میں آپ کے حسب ونسب کا تذکرہ کیا تو ہرقل نے پوچھا کہ آپ کا نسب کیا ہے؟ تو سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ اس وقت مسلمان نہیں تھے کہ آپ کا نسب بہت اعلیٰ ہے، اس پر ہرقل نے کہا تھا کہ یقیناً رسول اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں پیدا ہوتے تھے۔ ②

① صحیح، سنن الترمذی: ١٩٧٩۔ ② صحیح البخاری: ٤٥٥٣۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم (علیہ السلام) سے لے کر میرے والدین کے مجھے جنم دینے تک میرا سارا نسب نکاح کے ساتھ چلا۔ اس میں زنا کا شائبہ تک نہ تھا، میرا نسب زمانہ جاہلیت کے نسلی عیوب سے بالکل پاک اور محفوظ رہا۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے عہد بہ عہد بنی آدم کی بہترین نسلوں میں سے مبعوث کیا گیا۔'' ②

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔'' ③

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بابائے آدم علیہ السلام تک نسب نامہ

سیرت نگاروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب ناموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر عدنان تک ہے جس کے صحیح ہونے پر محققین کا اتفاق ہے۔ ④

دوسرا حصہ عدنان بن اُدد سے لے کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک۔ ⑤

اور تیسرا حصہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر سیدنا آدم علیہ السلام تک۔ ⑥

آخری دو حصوں کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے اس میں کچھ حذف ہے اور کچھ زائد، الغرض جو کچھ تاریخ میں اہل علم نے اپنی رائے سے مناسب خیال کر کے درج کیا ہے اسے ذکر کر دیا گیا ہے۔

① صحیح الجامع الصغیر: ٣٢٢٥۔ ② صحیح البخاری:٣٥٥٧۔
③ صحیح مسلم:٢٢٧٦۔ ④ صحیح البخاری، تعلیقا :٣٨١٥؛ فتح الباری:٦/ ٦٤٦۔ ⑤ تاریخ الطبری:٢/ ٦٨،٢٩؛ طبقات ابن سعد:١/ ٥٦۔
⑥ سیرة ابن هشام:١/ ٣،٢۔

محمد رسول اللہ ﷺ سے سیدنا آدم علیہ السلام تک

نسب نامہ

نمبر شمار	نام	مختصر تعارف
۱	محمد ﷺ	والدہ آمنہ، پیدائش ۹ ربیع الاول ،عمر ۶۳ برس ،رحلت مدینہ ۱۲ / ربیع الاول
۲	عبد اللّٰہ	نبی کریم ﷺ کے والد، والدہ فاطمہ، وفات مدینہ، تدفین دارالنابغہ
۳	شيبة (عبد المطلب)	بیوی فاطمہ، کنیت ابو حارث، متولی کعبہ و زمزم، لقب سخی مکہ ، دادا محمد ﷺ
۴	عمرو (هاشم)	بیوی سلمی، کنیت ابونضلہ، حجاج کی ضیافت کرنے والے
۵	مغيرة (عبد مناف)	بیوی عاتکہ، کنیت ابوشمس، حسن کی وجہ سے لقب قمر البطحاء تھا
۶	زيد (قصی)	بیوی جُبیؔ، پرورش شام میں، جوانی و بڑھاپا مکہ میں
۷	کلاب (حکیم)	بیوی فاطمہ ،کنیت ابو زهره
۸	مرة (مهذب)	بیوی هند ،کنیت ابو یَقْظَه
۹	کعب	بیوی محشیہ ،کنیت ابو هُصَيْص، سب سے پہلے ’’اما بعد‘‘ کے الفاظ انہوں نے کہے تھے
۱۰	لؤی	بیوی ماویه ،کنیت ابو کعب ،صاحب عقل و دانش
۱۱	غالب	بیوی عاتکه ،کنیت ابو تیم

۱۲	فهر (قریش)	بیوی لیلیٰ ،کنیت ابو غالب ، قریش لقب انہی کی وجہ سے تھا۔
۱۳	مالك	بیوی جندله، کنیت ابو حارث ،والده عاتکه
۱۴	قیس (النضر)	بیوی عِکْرِشه ،کنیت ابو یخلد
۱۵	كنانة	بیوی برّه ،کنیت ابو نضر
۱۶	خزيمة	بیوی عوانه، ہند، کنیت ابو اسد دین ابراہیمی کے سچے پیروکار
۱۷	عامر (مدركة)	بیوی سلمٰی ،کنیت ابو ہذیل
۱۸	إلياس	بیوی لیلیٰ (خندق) کنیت ابو عمرو دین ابراہیمی کے سچے پیروکار، حج کے موقع پر سب سے پہلے اونٹوں کی قربانی کرنے والے
۱۹	مضر	بیوی رباب ،کنیت ابو الیاس ،اصل نام عمرو
۲۰	نزار	کنیت ابو ربیعه، والده معانه
۲۱	معد	بیوی معانه، کنیت ابو قضاعه، والده مہدد، نبی یرمیاہ کے ہم عصر
۲۲	عدنان	بیوی مُہدد، کنیت ابو ھد، سب سے پہلے غلاف کعبہ چڑھانے والے
۲۳	ادد	والده نعجاء بنت عمرو
۲۴	ہمیسع	والده حارثه بنت مرداس حمیری
۲۵	سلامان	ہمیدع اور شاحب بھی انہی کو کہتے ہیں
۲۶	عوص	منجر اور نبیت بھی انہی کو کہتے ہیں
۲۷	بوز	انہیں ثعلبہ بھی کہتے ہیں، قبیلہ ثعلبہ انہی کی طرف منسوب ہے
۲۸	قموال	ان کو یوز اور عشر العتاء بھی کہتے ہیں
۲۹	اُبی	ان کو سعد رجب بھی کہتے ہیں

۳۰	عوام	ان کو قموال اور بریح الناحب بھی کہتے ہیں۔ یہ سلیمان کے زمانہ میں تھے
۳۱	ناشد	مخلم ذوالعین انہی کا لقب ہے
۳۲	حزا	انہی کو عوام بھی کہتے ہیں
۳۳	بلداس	اسے محتمل بھی کہتے ہیں
۳۴	یدلاف	اسے تذلاف بھی پڑھتے ہیں۔ لائمہ انہی کا لقب تھا
۳۵	طانخ	انہی کو طاہب اور عیقان بھی کہتے ہیں
۳۶	جاحم	انکا لقب الشحد ود ہے
۳۷	ناحش	انکا لقب علتہ ہے
۳۸	ماخی	ان کو عرب انطر یب خاطم النار کہا کرتے تھے
۳۹	عتقی	ان کو عافی اور عبقر ابوالحسن بھی کہتے ہیں
۴۰	عبقر	اس کو ابراھیم جامع الشمل اس لیے کہتے تھے کہ اس کے عہد میں کامل امن تھا
۴۱	عبید	اس کو اسماعیل ذوالمطابخ کہتے ہیں اس نے ملک بھر میں مسافروں کے لیے مسافر خانے بنائے تھے
۴۲	الدعا	ان کو یزن الطعان کہتے ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے جنگ میں نیزہ چلایا۔
۴۳	حمدان	انہی کو اسماعیل ذوالاعوج کہتے ہیں
۴۴	سنبر	ان کو بشمین اور مطعم فی المحل بھی کہتے ہیں، اس کے محل میں ہر وقت ہر شخص کے لیے کھانا تیار رہتا تھا
۴۵	یثربی	یثرم اور رطح انکا لقب تھا

۴۶	یحزن	مخزن بھی کہتے ہیں ان کا لقب قسور تھا
۴۷	یلحن	عنود لقب تھا
۴۸	اُرعوی	ان کو رعوبٰی بھی کہتے تھے ان کا لقب دعدع تھا
۴۹	عیفی	عامر لقب تھا
۵۰	دیشان	الزاہد لقب تھا
۵۱	عیصر	ان کو عامر اور نیدوان ذوالاندیہ بھی کہتے ہیں
۵۲	اُفناد	ان کو اقناد، قناد بھی کہتے ہیں انکا لقب ایامہ تھا
۵۳	اُیہام	ان کو اُبھام، یہامی بھی کہتے ہیں، لقب دوس العتق اور راجمل اطلق تھا
۵۴	مقصر	ان کو مقصی، مقاصری بھی کہتے ہیں، لقب حصن اور نزال تھا
۵۵	ناحث	
۵۶	زارح	لقب قمیر تھا
۵۷	سمی	ان کو شمی، سما بھی کہتے ہیں، لقب المحشر تھا
۵۸	مزی	ہزمزبھی ان کو کہتے ہیں
۵۹	عوصتہ	انکو عوص بھی کہتے ہیں، لقب ثمر اور صفی تھا
۶۰	عرام	عُرام بھی درست ہے
۶۱	قیدار	والدہ ہالہ بنت حارث، بیوی حاضرہ، قبیلہ بنو جرہم سے تھیں
۶۲	سیدنا اسماعیل علیہ السلام	اللہ کے رسول، والدہ ہاجرہ قبطیہ، لقب ذبیح اللہ، عمر ۱۳۷ برس
۶۳	سیدنا ابراہیم علیہ السلام	اللہ کے رسول، والدہ امیلہ یا بانو، لقب خلیل اللہ، عمر ۱۷۵ برس
۶۴	آزر (تارخ)	لقب آزر، والدہ سلمٰی، عمر ۲۰۵ برس
۶۵	ناحور	دادا ابراھیم، عمر ۱۵۹ برس

٦٦	ساروع (اُوساروغ)	ان کوشارُوخ بھی کہا گیا ہے، بعض نے سروج کہا ہے، عمر ۲۳۲ برس
٦٧	فالغ	ان کو فانج اور فالغ کہا ہے بعض کا کہنا ہے یہ ھود علیہ السلام ہے
٦٨	عابر	ان کو عَیبر کہا جاتا تھا۔ یمن کے اکثر قبائل انہی کی طرف منسوب ہیں۔
٦٩	شالخ	ان کے معنی قاصد اور وکیل کے ہیں
٧٠	اَرفخشد	ان کو ارفکشاد بھی کہا گیا ہے عمر ۴۳۸ برس
٧١	سام	ان کی عمر ۶۰۲ برس تھی
٧٢	نوح علیہ السلام	اللہ کے نبی، لقب آدم ثانی
٧٣	لامک	ان کو لمک بھی کہتے ہیں، لامک کا معنی عاجزی اور عمر ۷۷۷ برس
٧٤	مَتُوشلخ	ان کی عمر ۹۶۹ برس تھی
٧٥	اَخنوخ (اِدریس) علیہ السلام	ان کو خُنُوخ بھی کہتے ہیں۔ اللہ کے نبی تھے اور حدزی تھے
٧٦	یَرُد	ان کو یَارِد بھی کہا جاتا تھا
٧٧	مہلائیل	ان کو مُھلاَ ئِیل اور ملہل اہل کہا جاتا ہے، عمر ۸۹۵ برس
٧٨	قینان	ان کو قَینَن بھی کہا جاتا ہے عمر ۹۱۰ برس
٧٩	آنوشتہ	ان کو اَنوش اور یانش بھی کہا جاتا ہے عمر ۹۰۵ برس۔
٨٠	شیث علیہ السلام	شیث اللہ کے نبی تھے ان پر صحائف بھی نازل ہوئے، عمر ۹۱۲ برس۔
٨١	آدم علیہ السلام	کنیت ابوالبشر، لقب خلیفۃ اللہ فی الارض، دنیا کے پہلے انسان

رسول اللہ ﷺ کے والد

آپ ﷺ کے والد محترم کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ مخزومیہ قرشیہ تھا۔ عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے ہوئی۔ ①

عبداللہ کی وفات شام سے واپسی سفر کے دوران مدینہ میں ہوئی آپ کو دارالنابغہ میں دفن کیا گیا، اس وقت ان کی عمر پچیس سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت شکم مادر میں تھے۔

عبداللہ نے اپنے بعد وراثت میں ایک لونڈی ام ایمن (برکت)، پانچ اونٹ اور چند بکریاں چھوڑیں۔ ②

رسول اللہ ﷺ کی والدہ

آپ ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ اور نانی کا نام برہ بنت عبدالعزی اور نانا کا نام وہب بن عبدمناف تھا۔ آپ کے نانا قبیلہ بنی زہرہ کے سردار تھے۔

آپ کے نانا کی دو بیویاں تھیں۔

① برّہ بنت عبدالعزی: ان سے ایک بیٹی آمنہ (نبی کریم ﷺ کی والدہ) تھیں۔

② ضعیفہ بنت ہاشم: ان سے دو بیٹے عبدیغوث اور عبیدیغوث تھے۔

آپ کی والدہ کو خواب میں کہا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کا نام احمد رکھیں۔ ③

آمنہ کی عمر تیس سال اور رسول اللہ ﷺ کی عمر چھ سال ہوئی تو آمنہ رسول اللہ ﷺ کو ننھیال لے کر آئیں تاکہ ننھیال سے ملاقات ہو سکے اور آپ کے والد کی قبر کی زیارت ہو سکے۔ واپسی سفر پر آمنہ ابواء نامی مقام پر شدید بیماری کی وجہ سے چل بسیں اور انہیں وہیں ابواء میں ہی دفن کر دیا گیا اور اس سفر میں آپ کے ساتھ ام ایمن بھی تھیں جو آپ کو لے کر مکہ واپس آ گئیں۔ ④

---

① سیرة ابن هشام:١/ ١٠٩؛ الروض الأنف:١/ ٢٧٤۔ ② طبقات ابن سعد: ١/ ٩٩، ١٠٠۔ ③ طبقات ابن سعد:١/ ١٠٤۔

④ طبقات ابن سعد:١/ ١١٦؛ الشجره الزكية، ص: ١٥٥۔

آپ ام ایمن (برکت) کو بھی ماں کا رتبہ دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے:

((أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي)) ①

''ام ایمن میری حقیقی ماں کے بعد میری ماں ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ)) ②

''میں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کی بخشش کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ ملی، پھر میں نے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی، چنانچہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمھیں موت یاد دلاتی ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی ماموں نہیں تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ وہب کی بیوی برہ سے اکیلی بیٹی آمنہ ہی تھی، مگر وہب کی دوسری بیوی ضعیفہ بنت ہاشم سے دو بیٹے عبد یغوث اور عبید یغوث تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے ماموں بنے۔ قبیلہ بنو زہرہ آپ کا ننھیال تھا، اسی لیے بنو زہرہ والے کہا کرتے تھے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔ ③

صحابی رسول سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو زہرہ سے تھے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنا ماموں کہا کرتے تھے، ایک دفعہ آپ نے کہا:

---

① الاستيعاب: ٣٢٥٢۔ ② صحيح مسلم:٩٧٦۔

③ سيرة ابن هشام: ١/ ١٥٦؛ سيرت ابن حبان: ١/ ٣٩؛ شرف المصطفى: ١/ ٣٤٠۔

((هٰذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ)) ①

''یہ میرے ماموں ہیں کسی کا ایسا ماموں ہو تو مجھے دکھاؤ۔''

کتاب شجرۃ النبویہ کے مؤلف جمال الدین یوسف نے اپنی کتاب (ص ۷۵) میں نبی کریم ﷺ کے ایک ماموں عبداللہ بن ارقم بن عبدیغوث کا بھی ذکر کیا ہے، جن کی والدہ کا نام ہند بنت مازن بن عامر ہے اور وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المال پر کاتب مقرر ہوئے تھے۔ ②

رسول اللہ ﷺ کے دادا

آپ ﷺ کے داد کا نام شیبہ، کنیت ابو حارث اور ابو بطحاء، لقب عبدالمطلب تھا۔ ③
آپ بہت مہمان نواز تھے۔ اسی وجہ سے ان کا ایک لقب فیاض اور مطعم طیر السماء یعنی آسمانی پرندوں کی بھی ضیافت کرنے والا مشہور تھا۔ ④

زمزم کا کنواں ناپید ہو گیا تھا، زمزم کی کھدائی میں عبدالمطلب نے اہم کردار ادا کیا۔
کنواں کھودتے وقت عبدالمطلب کا صرف ایک بیٹا حارث تھا، انھوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے انہیں دس بیٹے دیے تو ایک کو کعبہ کے پاس ذبح کریں گے۔ اللہ نے انھیں دس بیٹے دے دیے تو بیٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا کہ کس کو ذبح کیا جائے تو قرعہ عبداللہ کے نام نکل آیا، عبدالمطلب ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر عبداللہ کے ننھیال والے راستے میں آ گئے، آخر ایک کاہنہ کے مشورے سے سو اونٹ بدلے میں ذبح کیے گئے۔ ⑤

نبی کریم ﷺ کی والدہ کی وفات کے بعد آپ کی کفالت عبدالمطلب نے بڑی محبت سے کی اور اپنی وفات سے پہلے آپ کی کفالت کی ذمہ داری ابو طالب کو سونپ کر چلے گئے اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ ⑥

---

① سنن الترمذي: ٣٧٥٢۔ ② سير أعلام النبلاء: ٢/ ٤٨٢۔
③ الروض الأنف: ١/ ٢٤۔ ④ الشجرة الزكية، ص:٤٧۔
⑤ سيرة ابن هشام :١/ ١٥١۔
⑥ دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ٢٢۔

عبدالمطلب کی بیویاں

عبدالمطلب نے پانچ شادیاں کیں جن سے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں ہوئیں۔ ①

بیوی	نام	اولاد
پہلی بیوی	نتیلہ بنت خزرجیہ	عباس، ضرار
دوسری بیوی	ہالہ بنت وہیب زہریہ	حمزہ، مقوم، محجل (یا غیراق)، صغیر
تیسری بیوی	فاطمہ بنت عمرو بن عائذ مخزومیہ	عبداللہ (نبی کریم ﷺ کے والد) ابوطالب، زبیر، ام حکیم (بیضاء) عاتکہ، امیمہ، اروی، برّہ
چوتھی بیوی	سمراء بنت جندب ہوازنیہ	حارث
پانچویں بیوی	لبنی بنت ہاجر بن عبد مناف خزاعیہ	ابولہب

بعض کے نزدیک عبدالمطلب کے بیٹوں کی تعداد تیرہ ہے۔ ②

① سیرة ابن هشام: ١/ ١٠٨، ١١٠۔

② طبقات ابن سعد: ١/ ٩٢۔

محمد رسول اللہ ﷺ

تعارف

نام: محمد اور احمد   والد: عبداللہ   والدہ: آمنہ

دادا: عبدالمطلب   دادی: فاطمہ   نانا: وہب   نانی: برہ

ولادت

بروز سوموار ۹ ربیع الاول۔ عام الفیل ۲۰ یا ۲۲ اپریل سنہ ۵۷۱ء۔ ①

سکونت

آپ کی جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے چار سال قبیلہ بنو سعد میں گزارے۔ چھ سال کی عمر میں والدہ فوت ہوگئیں۔ والد آپ کی پیدائش سے تقریباً دو مہینے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ کے دادا فوت ہو گئے۔

نکاح

پہلی شادی پچیس سال کی عمر میں کی دوسری شادی پچاس سال کی عمر میں کی اس کے بعد شادیاں کرتے رہے۔ آپ ﷺ کی بیویوں کی کل تعداد گیارہ ہے۔

اولاد

تین بیٹے: سیدنا قاسم، عبداللہ (طاہر، طیب) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم

چار بیٹیاں: سیدہ رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن

---

① رحمۃ للعالمین: ۱/ ۳۸۔

نبوت

آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں غار حرا مکہ میں نبوت عطا کی گئی۔

مکی اور مدنی زندگی

آپ نے نبوت کے بعد تقریباً تیرہ سال مکہ میں گزارے، پھر ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور زندگی کے بقیہ تقریباً دس سال مدینہ میں گزارے۔

وفات

آپ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول ۶۳ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی نماز جنازہ کسی امام نے نہیں پڑھائی، بلکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوتے، آپ پر درود پڑھتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے تھے۔ ①

حلیہ مبارک

① آپ ﷺ گورے چٹے رنگ، جاذب وخوش نما چہرے اور درمیانے قد والے تھے۔ ②

② آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند جیسا (خوبصورت) تھا۔ ③

③ آپ ﷺ کے بال بہت زیادہ کالے تھے۔ ④

④ آپ ﷺ کی داڑھی کے بال مبارک بھی بہت زیادہ گھنے تھے۔ ⑤

⑤ نبی کریم ﷺ کے سر کے کچھ بال آخری عمر میں سفید ہو گئے تھے۔ ⑥

⑥ آپ ﷺ کے نچلے ہونٹ کے نیچے اور ٹھوڑی کے درمیان کچھ بال سفید تھے۔ ⑦

---

① صحیح، مسند أحمد:۲۱۰٤۷، ② صحیح مسلم:۲۳٤۰۔

③ صحیح البخاری:۳۵۵۲۔ ④ صحیح، مسند أحمد:۱٦٦۰۳۔

⑤ صحیح مسلم:۲۳٤٤۔

⑥ صحیح البخاری:۳۵٤٤۔

⑦ صحیح البخاری:۳۵٤۵۔

⑦ آپ ﷺ کا ہاتھ ریشم سے نرم اور بے حد خوشبو دار تھا۔①

⑧ آپ ﷺ کا جسم سفید گندمی، سرگیں آنکھیں، خوبصورت (موتیوں جیسے) دانت، خوبصورت گول چہرہ تھا۔②

⑨ سر کے بالوں کی مانگ درمیان سے نکالتے تھے۔③

⑩ سورج و چاند جیسا اور گول چہرہ مبارک، کندھے پر کبوتری کے انڈے جیسی مہر نبوت تھی۔④

⑪ آپ کی پنڈلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت اور مضبوط تھے اور تھوڑے گوشت کی ایڑیوں والے تھے۔ سر مبارک بڑا، مضبوط اور ہڈیوں کے جوڑ چوڑے تھے سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی باریک لکیر تھی۔⑤

⑫ آپ ﷺ مونچھیں کاٹ کر انتہائی پست کرتے حتی کہ بسا اوقات سفیدی نظر آتی۔⑥

⑬ آپ ﷺ کا پسینہ بے حد خوشبو دار تھا۔⑦

---

① صحیح البخاری: ٣٥٦١۔ ② حسن، شمائل الترمذی:٤١٢۔

③ صحیح البخاری :٣٥٥٨۔ ④ صحیح مسلم : ٢٣٤٤۔

⑤ صحیح مسلم :٢٣٣٧؛ حسن، سنن الترمذی :٣٦٣٧۔

⑥ طبقات ابن سعد: ١/ ٤٤٩، صحیح۔

⑦ صحیح البخاری :٣٥٦١۔

فضائل محمد رسول اللہ ﷺ

① آپ ﷺ ساری کائنات کے لیے رحمۃ للعالمین بن کر آئے۔ (الأنبیاء:١٠٧)
② آپ ﷺ ساری کائنات کے نبی بن کر آئے۔ (سبا: ٢٨)
③ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد و نصرت کرنے کا عہد تمام انبیاء سے لیا۔ (ال عمران: ٨١)
④ آپ ﷺ خاتم النبیین بن کر آئے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (الأحزاب:٤٠)
⑤ نبوت سے پہلے بھی مکہ میں پتھر آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے۔[1]
⑥ اللہ نے آپ ﷺ کے ذکر کو سب سے بلند فرمایا۔ (الانشراح : ٤)
⑦ آپ ﷺ کے ہاتھ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ (القمر:١)[2]
⑧ روز قیامت تمام نبیوں سے زیادہ آپ ﷺ کے پیروکار ہوں گے۔[3]
⑨ آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر یعنی معراج کروایا گیا (جو آپ سے پہلی کسی پیغمبر کو نہیں نصیب ہوا) (الا سراء: ١)
⑩ آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے۔[4]
⑪ آپ سوتے تو صرف آنکھیں سوتیں تھیں لیکن دل جاگتا تھا۔[5]
⑫ جنت میں سب سے زیادہ آپ ﷺ کی امت کے لوگ داخل ہوں گے، جنت میں داخل ہونے والوں کی ساری کائنات کی ایک سو بیس (١٢٠) صفیں ہوں گی اسی (٨٠) امت محمدیہ کی اور باقی چالیس دوسری امتوں کی۔[6]
⑬ روز قیامت قبر مبارک سے آپ سب سے پہلے نکلیں گے۔[7]

① صحیح مسلم٢٢٧٧۔ ② صحیح البخاری :٣٨٦٨۔
③ صحیح مسلم: ١٩٦۔ ④ صحیح البخاری :٤١٨۔
⑤ صحیح البخاری:٣٥٦٩۔ ⑥ حسن، سنن الترمذی: ٢٥٤٦۔
⑦ صحیح مسلم: ١٧٨٢۔

⑭ سب سے پہلے پل صراط سے آپ ﷺ ہی گزریں گے۔①

⑮ سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھٹکھٹائیں گے اور آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔②

⑯ اللہ رب العزت نے آپ کو تین جوانوں کے برابر طاقت عطا فرمائی تھی۔③

⑰ قبر میں صرف آپ کے متعلق سوال ہوتا ہے، آپ کے علاوہ کسی نبی کے متعلق نہیں۔④

⑱ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ومقام وسیلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو عطا فرمائیں گے۔⑤

⑲ آپ ﷺ پر ایک بار درود پڑھنے سے اللہ اس بندے پر دس بار رحمتیں نازل کرتا ہے۔⑥

⑳ آپ ﷺ پر درود پڑھنے والا قیامت کے دن آپ کے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔⑦

㉑ آپ ﷺ کھانا کھاتے تو آپ کے کھانے سے تسبیحات کی آواز آتی تھی۔⑧

㉒ آپ ﷺ کے حکم سے درخت بھی مطیع ہو کر چلنے لگتے تھے۔⑨

㉓ آپ ﷺ کی زندگی ساری کائنات کے لیے نمونہ ہے۔ (الأحزاب: ۲۱)

㉔ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو!" (الأحزاب: ۵۶)

㉕ "وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، لے گیا تاکہ اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔" (الاسراء: ۱)

㉖ "(اے نبی!) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (سبا: ۲۸)

---

① صحیح البخاری: ۶۵۷۳۔ ② صحیح البخاری: ۸۷۶؛ صحیح مسلم: ۱۹۶۔
③ صحیح البخاری: ۲۶۸۔ ④ صحیح، سنن الترمذی: ۱۰۷۱۔ ⑤ صحیح البخاری: ۶۱۴۔ ⑥ صحیح مسلم: ۴۰۸۔ ⑦ حسن، سنن الترمذی: ۴۸۴؛
⑧ صحیح البخاری: ۳۵۷۹۔ ⑨ حسن، سنن الترمذی: ۳۶۲۸۔

۲۷ ''بے شک ہم نے تجھ کو اظہار حق کرنے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تا کہ اے مسلمانو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرو۔'' (الفتح: ۸، ۹)

۲۸ ''محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (نبوت کو ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''
(الأحزاب: ٤٠)

۲۹ ''محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔'' (الفتح: ۲۸، ۲۹)

۳۰ ''سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی حمایت کرتے ہیں اور آپ کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو آپ کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔'' (الأعراف: ۱۵۷)

۳۱ ''(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے میں کسی طرح تنگی و ناخوشی نا پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''
(النساء: ٦٥)

۳۲ ''پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے سب لوگوں (قیامت تک) کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔''[1]

۳۳ ''(میرے کئی نام ہیں) میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں یعنی اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹا دے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا اور میں عاقب ہوں۔'' عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔[2]

۳۴ ''میں تمام رسولوں کا قائد ہوں لیکن فخر نہیں کرتا اور خاتم النبیین (نبوت ختم کرنے والا) ہوں مگر فخر نہیں کرتا اور میں پہلا شفاعت کرنے ولا ہوں اور میری شفاعت قبول ہوگی اور مجھے کوئی فخر نہیں۔''[3]

---

① صحيح البخاري: ٣٣٥۔ ② صحيح مسلم: ٢٣٥٤۔ ③ إسناده جيد، سنن الدارمي: ٥٠۔

رسول اللہ ﷺ کے رضاعی والدین

سیدنا حارث رضی اللہ عنہ

یہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں اس طرح یہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی والد بنے، ان کا مکمل نام حارث بن عبدالعزی بن رفاعہ بن ملان ہے۔ ①

ان کی کنیت ابو کبشہ تھی جو ان کی بیٹی کبشہ کی وجہ سے تھی۔ ②

اہل عرب اسی وجہ سے آپ کو ابن ابی کبشہ (ابو کبشہ کا بیٹا) بھی کہا کرتے تھے جیسا کہ جب سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہرقل کا مکالمہ ختم ہوا تو سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا:

"لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنُ أَبِی كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ" ③

ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے ان سے تو بنو اصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی خوف زدہ ہے۔

سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ④

ثویبہ

یہ ابولہب کی لونڈی تھی ابتدائی دنوں میں اس نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمایا: "مجھے اور ابوسلمہ دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔" ⑤

---

① سیرۃ ابن ہشام: ۱/ ۱۶۱۔ ② فتح الباری: ۱/ ۵۵۔

③ صحیح البخاری: ۷۔ ④ سبل الهدی والرشاد: ۱/ ۳۸۳۔

⑤ صحیح البخاری: ۵۱۰۱۔

امام بخاری نے اس روایت کے بعد ذکر کیا ہے، عروہ کا قول ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا اوراس نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ابولہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے اسے خواب میں بہت بری حالت میں دیکھا تو پوچھا: کیسے ہو؟ تو وہ کہنے لگا: میں جب سے تم سے جدا ہوا ہوں مجھے کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہاں میں نے ثویبہ کو آزاد کرتے ہوئے اس انگلی سے جو اشارہ کیا تھا اس کی وجہ سے تھوڑا سا پانی پینے کو مل جاتا ہے۔

ثویبہ نے ابولہب کو نبی کریم ﷺ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے اسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ ①

جبکہ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابولہب نے ثویبہ کو فوراً نہیں بلکہ کچھ عرصہ بعد آزاد کیا تھا۔ ②

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حلیمہ بنت ابی ذؤیب آپ کی رضاعی والدہ محترمہ تھیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنو سعد بن بکر سے تھا۔ آپ کا علاقہ طائف کے مضافات میں تھا۔ چار سال تک رسول اللہ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے اور واقعہ شق صدر بھی بنو سعد میں پیش آیا۔ ③

ان چار سالوں کے دوران حلیمہ نے آپ کو ہر چھے مہینے بعد آپ کی والدہ ماجدہ اور دیگر عزیز واقارب سے ملانے کے لیے مکہ لاتی تھیں۔ ④

چونکہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ بنو سعد بن بکر بن ہوازن سے تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے واپسی پر جعرانہ مقام پر ٹھہرے تو آپ کے پاس استدعا کرتے ہوئے بنو ہوازن کے ایک وفد نے ملاقات کی اور کہا: اے اللہ کے نبی! ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں، خالائیں اور خادمائیں بھی ہیں جو آپ کو اپنی گود میں کھلایا کرتی تھیں۔ ⑤

---

① الروض الأنف ٣/ ٩٩۔ ② فتح الباری: ٩/ ١٨١۔ ③ سیرۃ ابن ھشام: ١/ ١٦١؛ الإصابة: ٨/ ٨٧۔ ④ رحمة للعالمين: ١/ ٤٨۔ ⑤ مسند أحمد: ٢/ ٢١٨؛ سیرۃ ابن ھشام: ٤/ ١٣١۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا مکہ میں آکر آپ کو لے کر جانا اور اونٹنی کا بھاگنا اور اس طرح کے واقعات کی سندی حیثیت کمزور ہے۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ کے سپرد کرنے کے بعد دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پہلی مرتبہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی کے بعد آئی تھیں اس وقت ان کے علاقے میں شدید قحط پڑا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدد کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی تو انھوں نے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ اور چالیس بکریاں عنایت فرمائیں۔ دوسری مرتبہ وہ نبوت کے بعد تشریف لائیں اس موقع پر انھوں نے اسلام قبول کیا اور آپ سے بیعت کی ان کے خاوند سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا۔ ①

① سبل الهدى والرشاد: ١/ ٣٨٣۔

رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بہن بھائی

مسروح بن حدث بن عبدالعزی

یہ ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا بیٹا تھا اسی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ثویبہ یعنی مسروح کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ جس سے رضاعت ثابت ہوئی اور مسروح اس طرح آپ کا رضاعی بھائی بن گیا۔ ①

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا، سید الشہداء ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں، رسول اللہ ﷺ سے چار سال پہلے انھوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ ②

سیدنا ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر بھی ہیں انھوں نے بھی ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا رسول اللہ ﷺ سے چار سال قبل دودھ پیا تھا۔ انھوں نے اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اکٹھا ہی دودھ پیا تھا اور بعض روایت میں ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ ③

جبکہ عیون الاثر (۱/ ۹۰) میں ہے کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔

---

① زاد المعاد ۱ /۸۳،۸۲؛ الروض الأنف: ۱ /۲۸۵۔

② طبقات ابن سعد: ۱ /۱۰۸۔ ③ طبقات ابن سعد: ۱ /۱۰۸۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! آپ میری بہن اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کر لیں تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ تمھاری بہن تمھاری سوتن بنے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، میں آپ کے نکاح میں پہلے کون سی اکیلی ہوں میں چاہتی ہوں میری بہن بھی خیر میں میرے ساتھ شریک ہو۔ آپ نے فرمایا:

''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں آپ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی جو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن سے ہے سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ میری ربیبہ اور میری پرورش میں نہ بھی ہوتی تب بھی میرا اس سے شادی کرنا جائز نہ ہوتا کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا یہ بات یاد رکھو کہ تم مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کی پیش کش نہ کیا کرو۔''[1]

سیدنا ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ مخزوی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔ ہجرت اپنی اہلیہ کے ساتھ کی، غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، اور غزوۂ احد میں زخمی ہوئے۔ زخم پہلے تو درست ہوگیا، مگر پھر جاری ہوگیا۔ ۴ھ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ شوال میں سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

ان کی جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو تکبیریں کہیں، لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا: یارسول اللہ! آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا: ''یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔'' وفات کے وقت سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

① صحیح البخاری: ۵۱۰۱۔ ② زرقانی: ۳/ ۲۷۳۔

سیدنا عبداللہ بن حارث بن عبدالعزی رضی اللہ عنہ

یہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ شریک تھا اور آپ کا رضاعی بھائی تھا۔①

سیدہ انیسہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

یہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن ہیں۔②

حذافہ (جدامہ یا خذامہ) بنت حارث

یہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں یہی ہیں جو شیماء کے لقب سے معروف تھیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں کھلایا کرتی تھیں۔③ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن ہے۔

آپ کی رضاعی بہن شیماء بنت حارث حنین کے قیدیوں میں شامل تھیں۔ جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور انھوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میں آپ کی بہن شیماء بنت حارث ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ بات ہے تو اپنی بات کے ثبوت میں نشانی بتاؤ۔'' شیماء نے فوراً اپنے بازو سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے بچپن کے دن تھے، میں نے آپ کو اپنے بازوؤں میں اٹھا رکھا تھا، اس وقت آپ نے اچانک اس جگہ کاٹ لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نشانی دیکھ کر فوراً پہچان گئے پھر آپ نے ان کی بڑی عزت افزائی فرمائی۔ اپنی چادر مبارک بچھائی اور انھیں احترام سے بٹھایا، پھر ارشاد فرمایا:

''مانگو تمھیں عطا کیا جائے گا، کسی کی سفارش کرنا چاہو تو کرو تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔''④

---

① سیرۃ ابن ھشام: ۱/ ۱۶۱۔
② الإصابة ۸/ ۲۰۵۔
③ سیرۃ ابن ھشام ۱/ ۱۶۱۔
④ دلائل النبوۃ للبیھقی: ۵/ ۱۹۹، ۲۰۰، اس کی سند کمزور ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا

عربی لغت میں ''عم'' چچا اور تایا دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔

(۱) حارث (۲) حمزہ (۳) زبیر (۴) ابو طالب (۵) مقوم (۶) ابولہب (۷) حجل (۸) مغیرہ (۹) مصعب (۱۰) عباس (۱۱) ضرار (۱۲) عبداللہ۔ ①

بعض نے دس کا ذکر کیا ہے۔(۱) حارث (۲) زبیر (۳) حمزہ (۴) ابو طالب (۵) ابولہب (۶) عباس (۷) مقوم (۸) حجل (۹) صفار (۱۰) عبداللہ۔ ②

ان دلائل کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے (۱۱) یا (۹) چچا تھے۔ راجح قول یہی ہے کہ (۹) چچا تھے۔ کیونکہ مقوم کا دوسرا نام عبدالکعبہ تھا اور حجل کا دوسرا نام غیداق تھا۔ ان چچاؤں کا مختصر تعارف کچھ یوں ہے:

① سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ سے عمر میں دو سال بڑے تھے، ان کی والدہ کا نام نتیلہ بنت خباب تھا۔ یہ پہلی عربی خاتون تھیں جنھوں نے بیت الحرام پر حریر اور دیباج کا غلاف چڑھایا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جاہلیت میں بھی رئیس قریش تھے، عمارۃ المسجد الحرام اور سقایہ ان ہی سے متعلق تھی، سقایہ کے معنی تو مشہور ہیں مگر عمارۃ کا مطلب یہ ہے کہ بیت الحرام کے اندر کسی شخص کو گالی گفتار نہ ہونے دیتے تھے اور کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر بے ہودہ بات زبان

① رحمة للعالمين: ۲/ ۸۲، ۸۳۔

② تلقيح فهوم ص: ۸ تا ۹، الرحيق المختوم، ص: ۸۰۔

پر نہ لائے اس انتظام کے متعلق جملہ سرداران قریش ان کی مدد پر رہا کرتے تھے۔ جنگ بدر میں یہ قریش کی جانب تھے اور پکڑے گئے تھے ان کی مشک بندی زور سے کر دی گئی تھی جس کی تکلیف سے وہ ہائے ہائے پکارتے۔ یہ آوازیں نبی کریم ﷺ کی سمع مبارک تک آتی تھیں اور آپ ادھر سے ادھر کروٹیں بدلتے تھے، کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آرام کیوں نہیں فرماتے؟ فرمایا: ''عباس کے کراہنے سے مجھے نیند نہیں آتی۔'' تھوڑی دیر بعد نبی کریم ﷺ نے یہ آواز نہ سنی تو فرمایا: ''عباس کا کیا حال ہے؟'' اس نے عرض کیا: میں نے مشک بندی کھول دی ہے، فرمایا: ''جاؤ سب اسیروں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرو۔''

انہوں نے رجب (یا رمضان) ۳۲ھ میں بعمر ۸۸ سال وفات پائی اور بقیع الغرقد میں دفن ہوئے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ۱۰ فرزند اور ایک بیٹی تھی۔ چھ ایک بیوی سے، ایک دوسری بیوی سے، ایک تیسری بیوی سے اور باقی چوتھی بیوی سے۔ پہلی بیوی سے: (۱) فضل بن عباس (۲) عبداللہ بن عباس (۳) عبید اللہ بن عباس (۴) معبد (۵) قثم (۶) عبدالرحمٰن بن عباس اور ایک بیٹی ام حبیبہ یہ ساری اولاد ام الفضل کے بطن سے ہے، عون بن عباس دوسری بیوی سے، حارث بن عباس تیسری بیوی سے اور باقی چوتھی بیوی سے۔[1]

② سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین اور اسد اللہ و رسولہ ان کے خطاب ہیں، ۶ نبوت میں اسلام لائے اور پھر ہمیشہ ناصر اسلام رہے، یہ نبی کریم ﷺ کے برادر رضاعی بھی تھے یعنی ہر دو نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ ابو عمارہ ابو یعلیٰ کنیت فرمایا کرتے تھے جنگ بدر میں نہایت شجاعت اور مردانگی کے کرشمے دکھائے اور جنگ احد میں دشمنوں کے بڑے بڑے بہادروں کو خاک میں ملا کر وحشی کے ہاتھ سے جس نے پتھر کے پیچھے چھپ کر بزدلانہ حملہ کیا تھا شہید ہوئے نبی کریم ﷺ نے سید الشہداء کا خطاب عطا فرمایا ان کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا:

① أسد الغابه: ٣/ ١٠٩، وطبقات ابن سعد: ٤/ ٢۔

«رَحِمَكَ اللّٰهُ أَيْ عَمِّ فَلَقَدْ كُنْتُ وُصُوْلاً لِلرَّحِمِ فَعُوْلاً لِلْخَيْرَاتِ» ①

''چچا خدا تم پر رحم کرے تم قرابت کا حق خوب ادا کرنے والے اور بکثرت نیکی کرنے والے تھے۔''

دشمنوں نے ان کا جگر نکالا، کان کاٹے، چہرہ بگاڑا، پیٹ چاک کر ڈالا تھا۔ نبی کریم ﷺ لاش کی حالت دیکھ کر بہت زیادہ غم زدہ ہوئے تھے حتی کہ ان کی بہن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے لاش دیکھنی چاہی تو ان کو روک دیا کہ لاش کی اس قدر بے حرمتی کی وجہ سے وہ بہت زیادہ روئیں گی لیکن جب انہوں نے نہ رونے کا عہد کیا تو ان کو اجازت دے دی۔

③ حارث بن عبدالمطلب

عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے ہیں ان ہی کے نام پر عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث ہے۔ یہ اپنے والد کی حیات میں ہی مر گئے تھے مگر ان کے چار بیٹے جو نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی بنے، ان کے نام یہ ہیں: نوفل، عبداللہ، ربیعہ اور ابوسفیان مغیرہ یہ سب مسلمان ہو گئے تھے۔ ③

④ ابوطالب بن عبدالمطلب

ان کا اصلی نام عبدمناف ہے مگر کنیت نام پر غالب آ گئی تھی ان کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ کمال محبت تھی اور تا دم زیست (۱۰ نبوت) یہ آپ کے ناصر و فدائی رہے۔ ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور باستثناء طالب صحابی ہیں۔ ہجرت کے تین سال قبل فوت ہو گئے تھے۔ ④

① الاستیعاب: ٤/ ٤٧٩۔ ② طبقات ابن سعد: ٣/ ٩٢۔
③ طبقات ابن سعد: ١/ ٩٣۔ ④ رحمة للعالمين: ١/ ٣٤٢۔

⑤ ابولہب بن عبد المطلب

یہ نبی کریم ﷺ سے توحید کی وجہ سے عداوت رکھتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ بازاروں میں وعظ فرمایا کرتے تھے تب ابولہب قریب ہی کھڑے ہو کر چلایا کرتا تھا کہ لوگو! اس کی بات نہ سنو، یہ دیوانہ ہے۔ ابولہب جنگ بدر کے ۸ دن بعد طاعون کی بیماری سے ہلاک ہوا، تیس دن تک اس کا جسم ناپاک سڑتا رہا لیکن جب سڑنے کی بو سے سارا محلّہ تکلیف پانے لگا تب اس کے اقارب نے اس کے ناپاک جسم کو لمبی لمبی بلیوں سے چارپائی سے نیچے گرا دیا اور دیوار کے اوپر چڑھ کر اتنے پتھر اس ناپاک جسم پر پھینکے کہ وہ پتھروں کے ڈھیر میں چھپ گیا۔ اس کے چار بیٹے تھے دو بحالت کفر بری طرح تباہ ہوئے، دو عقب اور معقب عام الفتح کو مسلمان ہو کر جنگ حنین میں ہم رکاب نبوی حاضر ہوئے، اس جنگ میں معقب کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی دونوں بھائی مکہ میں رہے۔[1]

⑥ زبیر بن عبد المطلب

نبی کریم ۱۴ ﷺ سال کے تھے جب یہ فوت ہوئے۔

حلف الفضول کے قیام میں انہوں نے بہت سعی کی تھی اس سے ان کی نیکی اور رحم دلی کا حال معلوم ہوتا ہے زبیر شاعر، فصیح البیان تھے۔

ان کا ایک فرزند عبداللہ اور دو لڑکیاں ضباعہ اور ام کلیم صحابی ہیں۔[2]

⑦ مقوم بن عبد المطلب

مقوم کی والدہ کا نام ھالہ بنت اُھیب تھا، اولاد صلبی تھی مگر نسل جاری نہ ہوئی۔

⑧ حجل بن عبد المطلب

ان کا اصل نام مغیرہ تھا، ان کی والدہ کا نام ام حمزہ تھا، حجل کے فرزند قسرہ کے اشعار طبقات کبیر میں موجود ہیں۔

---

① رحمة للعالمين: ۱ / ۳۵۳۔ ② رحمة للعالمين: ۱/ ۳۵۵۔

⑨ عبد الکعبہ بن عبد المطلب

ان کی کنیت ابوعبد المطلب تھی ،ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمر بن عائذ تھا۔

⑩ قثم بن عبد المطلب

ان کی والدہ کا نام ام حارث ہے۔

⑪ ضرار بن عبد المطلب

یہ اور عباس ایک ہی ماں نتیلہ بنت جناب سے ہیں۔

⑫ غیداق بن عبد المطلب

بعض علماء نے اسے اور حجل کو ایک ہی شمار کیا ہے۔بعض نے رسول اللہ ﷺ کے چچوں کی تعداد نو لکھی ہے انہوں نے غیداق اور عبد الکعبہ کو نکال دیا ہے۔[1]

① السيرة الحلبية: ١/ ١٣٥؛ عيون الأثر:٢/ ٣٨٣؛ و رحمة العالمين: ٢ /٨٢۔
٨٣۔

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیاں

نمبر شمار	نام	ولدیت	شوہر	آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بہن بھائی
۱	ام حکیم (بیضاء)	عبدالمطلب	کریز بن ربیعہ	عامر، اروی
۲	امیمہ	عبدالمطلب	جحش بن رباب	زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ، حمنہ، عبداللہ، محمد اور عمران
۳	عاتکہ	عبدالمطلب	ابوامیہ بن مغیرہ	عبداللہ، زہیر اور قریبہ
۴	سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	عبدالمطلب	عوام بن خویلد	زبیر، سائب
۵	برّہ	عبدالمطلب	عبدالاسد بن ہلال	ابوسلمہ عبداللہ
۶	اروی	عبدالمطلب	عمیر بن وہیب	طلیب

آپ ﷺ کی کل چھ پھوپھیاں تھیں، ان کے حالات کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

① ام حکیم (بیضاء) بنت عبدالمطلب

عبداللہ، ابو طالب اور زبیر کی حقیقی بہن تھی۔ ان کا نکاح کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس بن عبد مناف سے ہوا تھا، ان کے فرزند کا نام عامر تھا جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے، ان کا بیٹا عبد اللہ بن عامر بھی صحابی ہے جسے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے والی خراسان بنایا تھا اور حکیم کی دختر اروی جو سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ①

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۴۵؛ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۳۔

② امیمہ بنت عبد المطلب

ان کا نکاح جحش بن رباب سے ہوا تھا۔ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ام حبیبہ حمنہ دختران اور سیدنا عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ان کے پسر ہیں،ام حبیبہ اہلیہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔

سیدہ حمنہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے اور دوسرا نکاح سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، اس نکاح سے محمد اور عمران دو فرزند ہوئے جو اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ یوم احد کو شہید ہوئے اور اپنے ماموں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدفون ہوئے۔①

③ عاتکہ بنت عبد المطلب

انہوں نے جنگ بدر سے چند یوم پہلے ایک خواب دیکھا تھا، کافروں نے یہ خواب سنا تو خوب ہنسی اڑائی کہ اب تو ہاشم کی لڑکیاں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔لیکن نتیجہ وہی نکلا جیسا کہ خواب میں انہیں دکھایا گیا تھا، خواب یہ تھا کہ ایک سوار ہے اس نے کوہ ابوقبیس سے ایک پتھر اٹھایا ہے اور رکن کعبہ پر کھینچ مارا ہے، اس پتھر کے ریزے ریزے ہو گئے۔ ہر ایک ریزہ قریش کے ہر ایک گھر میں جا پہنچا البتہ بنو زہرہ بچے رہے۔ عاتکہ بمعنیٰ طاہرہ ہے۔ یہ ابو امیہ بن مغیرہ کے نکاح میں تھی ،ان سے ان کے ہاں عبد اللہ ،زہیر اور قریبہ پیدا ہوئے اور یہ صحابیہ ہیں۔(ان کے اسلام لانے میں اختلاف ہے البتہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی)②

④ سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔

ان کا پہلا نکاح حارث بن حرب بن امیہ سے ہوا تھا، وہ مر گیا تو نکاح ثانی عوام

① سیرۃ ابن ھشام: ۲/ ۳۶۳۔ ② عیون الأثر: ۲/ ۳۸۸۔

بن خویلد بن اسد سے ہوا، عوام سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے برادر حقیقی تھے، اس نکاح سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یعنی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔

مسائب بن العوام بھی ان کے فرزند ہیں جو غزوہ بدر و خندق میں اور جنگ یمامہ میں نبرد آزما ہوئے تھے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ انہوں نے غزوۂ خندق میں ایک یہودی کو بھی قتل کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے اپنی قوتِ ایمانیہ کا کمال جنگ احد میں دکھایا جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے بھائی کو خاک وخون میں دیکھا۔ ان کی لاش کو بے حرمت شدہ پایا، پھر بھی نہ روئیں نہ چلائیں بلکہ دعا کر کے چلی آئیں۔ ①

⑤ برہ بنت عبد المطلب

ان کا نکاح عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخذوم القریشی سے ہوا تھا، ابوسلمہ عبداللہ ان ہی کے فرزند ہیں جو ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ہیں، سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا شمار اسلام میں داخل ہونے والوں میں گیارھواں ہے۔ ②

⑥ اروی بنت عبد المطلب

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی حقیقی بہن تھی۔ ابن سعد نے ان کے اسلام کی تصدیق کی ہے اور واقدی نے روایت کیا ہے کہ جب ان کے فرزند سیدنا طلیب رضی اللہ عنہ نے ماں کو اپنے اسلام کی خبر سنائی تو اروی خاتون نے کہا: تیرے لیے تیرے ماموں کا بیٹا سب سے بڑھ کر خدمت اور مدد کا حق دار ہے، بخدا اگر ہم عورتوں میں مردوں جیسی طاقت ہوتی تو ہم اس کا بچاؤ کیا کرتیں اور اس کے دشمنوں کا جواب دیا کرتیں۔ ③

① عیون الأثر: ۲/ ۳۹۰؛ والسیر: ۲/ ۲۶۹۔

② عیون الأثر: ۲/ ۳۸۸۔ ③ تلقیح فھوم، ص: ۸ تا ۱۳۔

ان کا نکاح عمیر بن وہب بن عبد بن قصی سے ہوا تھا۔ ان کے فرزند طلیب قدیم الاسلام تھے، ان کا شمار مہاجرین اول میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اول ہجرت حبشہ کی اور پھر ہجرت مدینہ۔ بعض کے نزدیک سیدنا طلیب رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے راہ خدا میں خون بہایا، بعض کے نزدیک سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنگ بدر میں حاضر ہوئے، واقعہ اجنادین میں شہید ہوئے، اولاد نہیں چھوڑی۔[1]

[1] عیون الأثر: ۲/ ۳۸۳؛ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۲۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی

سیدنا نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ آپ ﷺ کے چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں، جنگ بدر میں کفار کی جانب تھے، پھر جنگ خندق یا فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ جنگ حنین میں تین ہزار نیزے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اعانت لشکر اسلام کے لیے پیش کیے تھے۔ اس وقت یہ ہاشمی مسلمانوں میں سب سے زیادہ عمر کے تھے۔ ۲۵ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔[1]

سیدنا عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں، ان کا پہلا نام عبد شمس تھا، اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا۔ حیات نبوی ہی میں وفات پاگئے، صفراء نامی جگہ میں فوت ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی قمیص میں کفن دیا۔[2]

سیدنا ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں، ابواروی کنیت تھی ان ہی کے بیٹے کا نام نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے خطبہ میں لیا تھا اور فرمایا تھا:

---

[1] رحمة للعالمين: ٢/ ٨٤۔

[2] رحمة للعالمين: ٢/ ٨٤ تا ٨٥؛ الإصابة: ١/ ٢٩٢۔

«وَاِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضْعُهُ دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ» ①

''پہلا مطالبہ خون کا جسے میں ملیا میٹ کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا مطالبہ ہے۔''

غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں سو وسق کھانے کا سامان دیا تھا، اپنے بھائی سیدنا نوفل اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے بعد خلافت عمر میں وفات پائی۔②

سیدنا ابوسفیان مغیرہ بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ آپ ﷺ کے چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں، یہ آپ ﷺ کے برادر رضاعی بھائی بھی ہیں کیونکہ انہوں نے بھی سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ عرب کے مشہور شعراء و نجباء میں سے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے مخالف بنے رہے مگر فتح مکہ سے چند روز پیشتر توفیق ربانی سے خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ جنگ حنین میں جو صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے تھے ان میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ تو رکابِ نبی ﷺ سے علیحدہ ہی نہیں ہوئے تھے۔

قبول اسلام کے بعد جو اشعار انہوں نے تصنیف کیے وہ رحمۃ للعالمین کی جلد اول میں درج ہیں۔ ۲۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے اپنی قبر اپنی موت سے تین دن پہلے خود کھودی تھی۔③

یعلیٰ بن حمزہ

یہ آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، یعلیٰ کے پانچ بیٹے تھے مگر ان کی آگے نسل نہیں چلی اور دو بیٹیاں تھیں ام فضل اور امامہ۔

① صحیح مسلم: ۲۹۵۰۔
② الاصابۃ: ۱/ ۵۰۶؛ الاستیعاب: ۱/ ۵۰۵۔
③ الاستیعاب: ۴/ ۸۴؛ الاصابۃ: ۴/ ۹۰۔

عمار بن حمزہ

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، عمار کا ایک بیٹا حمزہ تھا۔ دادا کے نام پر اس کا نام رکھا تھا۔

سیدنا عتبہ بن ابی لہب رضی اللہ عنہ

یہ آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کے بیٹے ہیں، نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ کے ساتھ ہوا تھا، ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ جب ابو لہب کے بارے سورۂ لہب نازل ہوئی تو ابو لہب نے اس سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹی کو طلاق دے دو تو عتبہ نے طلاق دے دی۔ عدت کے بعد آپ ﷺ نے ان کا نکاح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ عتبہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی جس کے نتیجے میں یہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گئے، پھر یہ غزوۂ طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ①

عتیبہ بن ابی لہب

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کا بیٹا ہے، اس سے رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تھا لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی تھی جس کے نتیجے میں اس کو شیر نے جنگل میں چیر پھاڑ دیا تھا۔

ابو لہب کے بیٹے عتیبہ نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی، آپ کی قمیص پھاڑی، آپ کی طرف تھوکا تو نبی کریم ﷺ نے بددعا کی:

«اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ» ②

---

① الإصابة: ۲/ ٤٥٥۔

② فتح الباري: ٤/ ٩٣؛ دلائل النبوة للبيهقي: ۲/ ١٩٦۔

''اے اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما دے۔''

پھر اسی طرح وہ برباد کر دیا گیا۔ اس کی نسل آگے نہیں چلی۔

سیدنا معتب بن ابی لہب رضی اللہ عنہ

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے بیٹے ہیں، یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، غزوہ حنین میں شامل ہوئے اور اسی معرکے میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہو گئی تھی۔ ①

عتبہ، عتیبہ اور معتب کی والدہ کا نام ام جمیل بنت حرب بن امیہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر کے بیٹے ہیں، جنگ اجنادین میں بعہد خلافت صدیق شہید ہوئے، ان کی لاش کے گرد دشمنوں کی لاشوں کا ڈھیر تھا جس سے واضح تھا کہ کیسی شجاعت کے بعد انہوں نے جان بجان آفرین کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ''میرے چچا کا بیٹا اور میرا پیارا'' فرمایا کرتے تھے۔ ②

طاہر بن زبیر

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر کے بیٹے ہیں، بعض اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر کے ایک بیٹے طاہر کا بھی نام ذکر کیا ہے اور بعض نے اس کی نفی کی ہے۔ واللہ اعلم

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، باپ کی کنیت ابوالفضل اور ان کی ماں (لبابۃ الصغریٰ) کی کنیت ام الفضل انہیں کے نام پر ہے۔ یہ غزوہ حنین میں شریک اور حجۃ الوداع میں شامل ہوئے اور غسل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل تھے اور علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے۔ خلافت صدیقی ۱۳ ہجری یا فاروقی ۱۸ ہجری میں شہید ہوئے، ایک لڑکی ام کلثوم چھوڑی۔ ام کلثوم کا نکاح اول سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے

---

① الإصابة: ٣/ ٤٤٣۔ ② رحمة للعالمين: ٢/ ٨٤۔

ساتھ پھر سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کی ہے۔ ①

سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں عبیداللہ اور قثم کھیل رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے مجھے آگے اور قثم کو پیچھے سوار کرلیا اور ہمارے لیے دعا بھی فرمائی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے عہد خلافت میں حاکم مکہ بنا دیا تھا اور شہادت مرتضیٰ تک یہ اسی جگہ مامور رہے۔ قثم سعید بن عثمان غنی کے ساتھ ثمرقند کے جہاد کو گئے تھے وہیں شہید ہوئے۔

سب سے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی الگ ہوئے تھے یعنی لحد مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹانے کے بعد سب سے آخر میں یہی باہر نکلے تھے۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابو عباس آپ کی والدہ امّ الفضل لبابۃ الکبری امّ المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، تیرہ سال صحبت رسول پائی۔ آپ کو وسعت علمی کی بنا پر ''البحر'' اور ''الحبر'' کہا جاتا تھا۔ تقریباً سولہ برس کی عمر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن بن گئے تھے۔ آپ فقہائے صحابہ میں جو چار عبداللہ نامی صحابی ہیں (جنہیں عبادلہ اربعہ کہا جاتا ہے) ان میں سے ایک ہیں اور بکثرت احادیث بیان کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے (۱۶۶۰) احادیث روایت کیں اور (۶۸ھ) میں وفات پاکر طائف میں مدفون ہوئے۔ ③

---

① الاستیعاب: ۲۰۹۳۔ ② رحمۃ للعالمین: ۲/ ۸۵۔

③ الاصابۃ: ٤٧٨٣، والاستیعاب: ١٦٠٦۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ))

مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: ''اے اللہ! اسے حکمت عطا فرما۔''

ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) ①

''(اے اللہ!) اس کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما۔''

کثیر بن عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، وفات نبوی سے چند ماہ قبل ۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ فقیہ ذکی و فاضل تھے، ان کی ماں رومیہ تھی۔ ②

تمام بن عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، کثیر کے مادرزاد بھائی، اولاد عباس میں سب سے چھوٹے ہیں، بڑے بہادر حملہ آور تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حکام مدینہ بھی رہے اور ان کی اولاد باقی ہے۔ ③

سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، یہ اپنے بھائی عبد اللہ سے ایک سال چھوٹے تھے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے عہد خلافت میں حاکم یمن بنایا تھا اور ۳۶ ہجری یا ۳۷ ہجری میں یعنی دو سال تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے امیر الحجاج بھی بنے رہے، ۸۵ ہجری میں وفات پائی۔ اجود الناس مشہور تھے۔

---

① صحیح البخاری: ۳۷۵۶۔ ② طبقات ابن سعد: ٤/ ٦؛ نسب قریش، ص/ ۲۷۔
③ الاستیعاب: ۲٤۰۔

سیدنا معبد بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور ۳۵ ہجری میں بعہد خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ملک افریقہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے، ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے اور اپنے بھائی معبد کے ساتھ افریقہ میں شہید ہوئے۔ ①

حارث بن عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، ان کی والدہ ہذیل قبیلے سے تھیں۔

صبیح بن عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں یہ عباس کی ام ولد کے بیٹے ہیں۔

مسہر بن عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، ان کی والدہ کا نام ام صبیح تھا۔

مرہ بن حجل

نبی ﷺ کے چچوں میں بعض نے ایک نام حجل کا بھی ذکر کیا ہے یہ حجل بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں تو اس طرح یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی بنے۔ ②

---

① رحمة للعالمين: ۲/ ۸۷۔

② رحمة للعالمين: ۲/ ۸۵، ۸۹۔

سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

یہ بھی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے ہیں، طالب سے دس برس چھوٹے اور جعفر سے دس برس بڑے تھے، جنگ بدر میں دشمنوں کی جانب تھے اور اسیر ہوئے، صلح حدیبیہ سے قبل ایمان لائے اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

عقیل واقعات اور انساب عرب کے بڑے ماہر تھے، اس علم میں ان کو امتیاز خاص حاصل تھا، ابو یزید کنیت تھی، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تھا:

”اے ابو یزید! میں تم سے دو گونہ محبت رکھتا ہوں ایک محبت تو قرابت کی وجہ سے اور دوسری اس لیے کہ مجھے علم ہے کہ میرے چچا کو تم سے محبت تھی۔“ ①

ان کا انتقال سلطنت امیر معاویہ میں ہوا تھا، مسلم بن عقیل جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نائب ہو کر کوفہ گئے تھے اور جمعرات ۳ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو شہید ہوئے ان ہی کے فرزند ہیں، عقیل کے دو فرزند محمد و عبدالرحمٰن اور ایک پوتا عبداللہ بن مسلم بھی کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ ②

سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو عبداللہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ میں بطور امیر شریک ہوئے اور نجاشی کے سامنے اپنے قافلے کی قیادت کرتے ہوئے سورۂ مریم کی چند آیات تلاوت کیں جس سے نجاشی کا دِل بہل گیا اور مہاجرین کو خوشی سے حبشہ میں رہنے کی اجازت دے دی، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مدینہ آنے کے چھ سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے۔ ۷ھ میں وہ حبشہ سے مدینہ آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور مسلمان اس کی خوشی منا رہے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کی واپسی کی دوہری خوشی حاصل ہوئی۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو آپ نے ان کو گلے سے لگایا اور پیشانی چوم کر فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے۔“ غزوۂ موتہ

---

① مستدرك للحاكم: ۳/ ۵۷٦۔ ② الاستیعاب: ۱۸۳٤۔

جو جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا، میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ خبر ان کے اہل وعیال کو دی اور ساتھ فرمایا: ''ان کا خیال رکھنا یہ اس خبر سے مدہوش ہیں۔'' پھر آپ کو عرصہ تک شدید غم رہا، یہاں تک کہ روح الامین نے یہ بشارت دی کہ اللہ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلہ میں دو نئے بازو عنایت کیے ہیں، جن سے وہ ملائکہ جنت کے ساتھ مصروفِ پرواز رہتے ہیں۔ چنانچہ ذوالجناحین اور طیاران کا لقب ہو گیا۔ ①

نبی کریم ﷺ نے ان کی منقبت میں فرمایا تھا: ''جعفر! تم شکل وصورت اور عادات واخلاق میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔'' ②

طالب بن ابی طالب

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کا بیٹا ہے، اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور جاہلیت کی موت ہی مر گیا تھا لیکن غزوۂ بدر میں مشرکوں کی طرف سے ناچاہتے ہوئے شامل ہوا۔ ③

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

یہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے ہیں، آپ کے داماد، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی، لقب حیدر (شیر)، اسلام قبول کرنے میں انہیں اوّلیت حاصل ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ پھاڑا (فصل اگائی) اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی کریم ﷺ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے (علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھ محبت صرف مومن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔ ④

ضرار بن ضمرہ رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! خشیت الٰہی سے ان کی آنکھیں پُرنم رہتیں، وہ طویل غور وفکر کے عادی تھے۔ ⑤

---

① طبقات ابن سعد: ٤/١/١٣٣؛ مستدرك للحاكم: ٣/ ٢٠٩۔

② صحيح البخاري: ٤٢٥١۔ ③ طبقات ابن سعد: ١/ ٩٧۔

④ صحيح مسلم: ١٣١/ ٧٨۔ ⑤ صفة الصفوه: ١/ ٣١٥۔

رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہنیں

رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہنیں یعنی آپ کے چچاؤں کی بیٹیوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

سیدہ اروی بنت حارث رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا حارث کی بیٹی ہیں، والدہ کا نام غزیہ بنت قیس بن طریق بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ بن ودیعہ بن حارث بن فہر ہے، آپ سے ابو وداعہ بن صبرہ بن سعید بن سعد بن سہم نے شادی کی، آپ کے پانچ بچے مطلب، ابوسفیان، ام جمیل، ام حکیم اور ربیعہ پیدا ہوئے۔ [1]

سیدہ فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، ان کی کنیت ام فضل ہے اور مقداد بن اسود کی بیوی ہیں، انہوں نے کئی ایک احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔ [2]

سیدہ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس بن معد بن تیم بن مالک بن قحافہ بن خثعم ہیں، یہ وہی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے بارے میں سیدنا علی، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہوا تھا کہ ان کی ماں کی وفات کے بعد اس کی کفالت کون کرے گا؟ پھر انہیں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا گیا کیونکہ وہ ان کے خالو تھے۔ [3]

---

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۵۰، الاصابۃ: ٤/ ۲۲۷۔

[2] الاصابۃ: ٤/ ۳۸۱۔ [3] طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۹۔

درہ بنت ابی لہب

یہ آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبدشمس ہیں، آپ سے حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے شادی کی جن سے ولید ابوالحسن اور مسلم پیدا ہوئے، پھر حارث جنگ بدر میں کفر کی حالت میں مارا گیا، اس کے بعد سیدہ درہ رضی اللہ عنہا نے دحیہ بن خلفیہ بن فروہ کلبی سے شادی کر لی۔ ①

خالدہ بنت ابی لہب

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ بھی ام جمیل ہیں، آپ سے عثمان بن ابوالعاص بن بشر بن عبد بن دہمان ثقفی نے شادی کی، جن سے بچے پیدا ہوئے۔ ②

عزہ بنت ابی لہب

یہ آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ بھی ام جمیل ہیں، آپ سے اوفی بن حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمی نے نکاح کیا جن سے عبیدہ، سعید اور ابراہیم پیدا ہوئے۔ ③

سیدہ ام الحکم بنت زبیر رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا زبیر کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں، آپ سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا جن سے محمد، عبداللہ، عباس، حارث، عبدشمس، عبدالمطلب اور امیہ سات بیٹے پیدا ہوئے اور اروی کبریٰ پیدا ہوئیں، نبی کریم ﷺ نے ام الحکم کو خیبر کی کھجوروں میں سے تیس وسق کھجوریں دیں۔ ④

① الاصابة: ٤/ ٢٩٧۔ ② طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٠۔
③ طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٠۔ ④ الاصابة: ٤/ ٤٤٢۔

سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا زبیر کی بیٹی ہیں، ان کی والدہ بھی عاتکہ بنت ابی وہب ہیں ابو وہب عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم کے بیٹے ہیں، رحمتِ عالم نے آپ کا نکاح مقداد بن عمر بن ثعلبہ بن بہراء سے کرا دیا تھا جو اسود بن عبد یغوث زہری کے حلیف تھے اور اسود نے ان کو متبنیٰ بنا لیا تھا، اسی لیے ان کو مقداد بن اسود کہا جاتا تھا، مقداد کے آپ سے دو بچے (عبداللہ اور کریمہ) پیدا ہوئے، عبداللہ جنگ جمل میں شہید ہوئے، جب ان کی لاش کے پاس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ گزرے تو فرمایا: تم بہت ہی برے بھانجے فوت ہوئے۔ وہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے، رحمتِ عالم ﷺ نے ضباعہ کو بھی خیبر کی چالیس وسق کھجوریں دیں۔ ①

ام حبیب بنت عباس

یہ آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب اور ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ کی صاحبزادی ہیں، آپ سے اسود بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ مخزومی نے نکاح کیا تھا جن سے دو بچے زرقاء اور لبابہ پیدا ہوئے، یہ لوگ مکہ میں اقامت پذیر تھے۔ ②

اُمینہ بنت عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ③

صفیہ بنت عباس

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ ④

① طبقات ابن سعد: ٣/٤٩؛ الاصابة، ٤/ ٣٥٢۔

② طبقات ابن سعد: ٤/٦؛ نسب قريش، ص/ ٢٧۔

③ الشجرة النبوية، ص/ ٦٩۔ ④ الشجرة النبوية، ص /٦٩۔

ہند بنت مقوم

یہ آپ ﷺ کے چچا مقوم بن عبدالمطلب اور قلابہ بنت عمرو بن جعونہ بن غزیہ بن حذیم بن سعد بن سہم بن عمرو بن حصیص کی صاحبزادی ہیں آپ سے ابوعمرہ بشیر بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن الحارث بن مالک بن انصاری نے نکاح کیا جن سے عبداللہ اور عبدالرحمن پیدا ہوئے۔①

اروی بنت مقوم

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا مقوم اور قلابہ کی صاحبزادی ہیں آپ سے ابومسروح حارث بن یعمر بن حیان بن عمیرہ نے نکاح کیا، یہ حارث بن عبدالمطلب کے حلیف تھے، ان کے اروی سے عبداللہ بن مسروح پیدا ہوئے۔②

ام عمرو بنت مقوم

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا مقوم اور قلابہ کی صاحبزادی ہیں، آپ سے مسعود بن معتب ثقفی نے شادی کی جن سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، پھر آپ سے سیدنا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا جن سے عاتکہ بنت ابی سفیان پیدا ہوئیں۔③

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہیں، آپ کا نام فاختہ (یا ہند) ہے، آپ سے ہبیرہ بن ابووہب مخزومی نے نکاح کیا جس سے عمر اور جعد پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو بھی خیبر میں چالیس وسق کھجوریں دی تھیں، فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور اس سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کھانا ہے جو ہم کھا سکیں؟''

---

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۴۹؛ الاصابۃ: ۲/ ۳۸۴۔

② طبقات ابن سعد: ۸/ ۴۹۔ ③ طبقات ابن سعد: ۸/۴۹۔

اس نے عرض کی: یارسول اللہ! بس تھوڑا سا سرکہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے ہمارے پاس لاؤ، وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔''①

سیدہ ام طالب بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب کی بیٹی ہیں، کتاب النسب میں اولاد ابو طالب میں ہشام بن کلبی نے آپ کا ذکر نہیں کیا: انھوں نے لکھا ہے کہ ابو طالب کی بیٹیاں ام ہانی، جمانہ، اور ریطہ ہیں شاید یہی ریطہ ام طالب ہیں جیسا کہ محمد بن عمر نے اپنی کتاب عم النبی ﷺ میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام طالب بنت ابی طالب کو خیبر میں چالیس وسق کھجوریں دیں، ابو طالب کی تمام اولاد (بیٹوں اور بیٹیوں) کی والدہ علاوہ طلیق بن ابی طالب کے فاطمہ بنت اسد ہیں۔②

سیدہ جمانہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اور فاطمہ کی بیٹی ہیں، آپ سے سیدنا ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جن سے جعفر بن ابی سفیان پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو خیبر میں تیس وسق کھجوریں دیں۔③

سیدہ صفیہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی اور عاتکہ کی بیٹی ہیں، آپ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے چالیس وسق خیبر کی کھجوریں دی تھیں۔④

سیدہ ام زبیر بنت زبیر رضی اللہ عنہا

یہ بھی آپ ﷺ کے چچا زبیر بن عبد المطلب اور عاتکہ کی بیٹی ہیں، آپ کو بھی خیبر کی کھجوروں میں سے چالیس وسق کھجوریں ملی تھیں۔⑤

---

① صحیح الجامع الصغیر: ٤٣٨٧؛ عیون الأثر: ٢/ ٣٨٤۔ ② طبقات ابن سعد: ٨/٤٩۔ ③ طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٩۔ ④ طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٩۔
⑤ طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٩؛ عیون الأثر: ٢/ ٣٨٤؛ جمرة النسب، ص/ ٣٠۔

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات

نمبر شمار	نام	ولدیت
۱	سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	بنت خویلد
۲	سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا	بنت زمعہ
۳	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	بنت ابی بکر
۴	سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	بنت عمر
۵	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	بنت خزیمہ
۶	سیدہ ام سلمہ (ہند) رضی اللہ عنہا	بنت ابی امیہ
۷	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	بنت جحش
۸	سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	بنت حارث بن ضرار
۹	سیدہ رملہ (ام حبیبہ) رضی اللہ عنہا	بنت ابی سفیان
۱۰	سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	بنت حُیَی بن اخطب
۱۱	سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	بنت حارث

① سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

مکہ مکرمہ میں ہجرت مدینہ سے پہلے نبی کریم ﷺ کا گھرانہ آپ اور آپ کی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر مشتمل تھا۔ جب شادی ہوئی آپ کی عمر پچیس سال اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

کی عمر چالیس سال تھی۔ یہ آپ کی پہلی بیوی تھیں، ان کی زندگی میں آپ نے کوئی اور شادی نہیں کی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ابو ھالہ بن زرارہ التمیمی سے ہوئی اس کی وفات کے بعد عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے شادی ہوئی لیکن اس کے ساتھ نباہ نہ ہو سکا اور اس سے طلاق لے لی۔ پھر ان کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی جبکہ آپ کی عمر پچیس سال تھی اور یہ آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خویلد کی بیٹی خدیجہ، محمد کی بیٹی فاطمہ، عمران کی بیٹی مریم اور مزاحم کی بیٹی آسیہ ہے جو فرعون کی بیوی تھی۔''①

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، ان کے علاوہ باقی ساری اولاد بیٹے اور بیٹیاں وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی، صاحبزادوں کے نام: سیدنا قاسم اور عبداللہ رضی اللہ عنہما جبکہ صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں: سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔②

61

② سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا جو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ تُزَوِّجَ؟'' اے اللہ کے رسول! آپ کو شادی کر لینی چاہیے!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''کس سے؟'' سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک رشتہ کنواری کا ہے اور ایک بیوہ کا۔ کنواری ایسے شخص کی بیٹی ہے جس کا باپ اللہ کی ساری مخلوق میں سے آپ کو سب سے زیادہ پیارا ہے، اس رشتے سے میری مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور بیوہ سے مراد زمعہ کی بیٹی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ہے۔

① مسند أبی یعلی: ۲/۵۵۷، ۲۷۱٤؛ سیر أعلام النبلاء: ۱۱۱، ۱۰۹/۲۔

② رحمة للعالمین: ۲/۱٦٤؛ الاصابة: ٤/۳۳۸۔

شوال ۱۰ نبوی میں رسول اللہ ﷺ نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ یہ ابتدائی دور میں مسلمان ہوگئی تھیں۔ انہوں نے دوسری ہجرت حبشہ کی۔ ان کے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا۔ وہ بھی قدیم الاسلام تھے اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کی رفاقت میں حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ حبشہ میں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ وہ واپس آ گئیں تو عدت ختم ہونے پر آپ ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔

انہوں نے شادی کے چند برس بعد طلاق کے ڈر سے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔ یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ یہ بات پسند آئی اور میں نے چاہا کہ میں بھی سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جیسی بن جاؤں، فرماتی ہیں کہ جب وہ عمر رسیدہ ہوگئیں تو انہوں نے اپنی باری مجھے دے دی اور کہا: یا رسول اللہ! میں اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہوں۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ دو دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کرتے، ایک دن ان کا اپنا اور ایک دن سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا۔ ①

③ سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا

نبوت کے گیارہویں سال ان سے رسول اللہ ﷺ نے ماہ شوال میں نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی جبکہ رخصتی کے وقت عمر نو برس تھی تو اس طرح سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے ایک سال بعد اور ہجرت مدینہ سے دو برس پانچ ماہ پہلے نکاح ہوا، پھر ہجرت کے سات ماہ بعد شوال یکم ہجری میں رخصتی ہوئی اور صرف یہ باکرہ (کنواری) تھیں ان کے علاوہ کسی اور باکرہ عورت سے آپ ﷺ نے شادی نہیں کی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی محبوب بیوی تھیں اور امت کی عورتوں میں علی الاطلاق سب سے زیادہ فقیہ اور صاحب علم تھیں۔

① المعجم الكبير للطبراني: ٢٣/٢٣، ٢٤، ٥٧، ٨٠؛ مسند أحمد: ٦ / ٢١٠، ٥٧٧٩؛ رحمة للعالمين: ٢ / ١٦٥؛ تلقيح فهوم، ص: ٦۔

ان کی وفات رمضان ۵۷ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے خواب میں تین راتیں تیری تصویر دکھائی گئی، فرشتہ ریشم کے رومال میں لپیٹ کر لایا اور اس نے کہا: یہ آپ کی بیوی ہے، پھر اس نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو ہو بہو تو ہی تھی، میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی جانب سے ہے تو یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔''②

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۸ ہجری میں اسلام قبول کیا، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ'' انھوں نے پوچھا: مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا باپ۔''③

سیدنا جبریل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا واقعی ان کی عظمت اور شان کو دوبالا کرتا ہے۔ ابن شہاب ابوسلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! یہ جبریل (علیہ السلام) آپ کو سلام کہتے ہیں۔'' میں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے اللہ کے رسول! جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں میں وہ نہیں دیکھ رہی۔④

④ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

ان کے پہلے شوہر سیدنا خُنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوۂ بدر میں زخمی ہو گئے تھے اور بعد میں غزوۂ احد سے قبل وفات پا گئے اور وہ بیوہ ہو گئیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شادی کی پیشکش کی۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی تو انھوں نے کہا: میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دونوں کی بے رخی سے دلی صدمہ ہوا اور

① تهذيب التهذيب: ١٢/ ٤٦١؛ صحيح مسلم: ٣٨٤؛ سنن الترمذي: ٣٨٨٦۔
② صحيح البخاري: ٣٨٩٥؛ صحيح مسلم: ٢٤٣٨۔
③ صحيح البخاري: ٣٦٦٢؛ صحيح مسلم: ٢٣٨٤۔
④ صحيح البخاري: ٣٧٦٨؛ صحيح مسلم: ٧٤٤٢۔

غصہ آیا اور اس صورت حال کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے، اس کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے رشتہ طے کر لیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کر دی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شادی اپنی دوسری بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دی۔

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی کریم ﷺ سے کر دی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: عمر! آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں راز والی بات کی تھی۔ جب آپ نے مجھے شادی کی پیشکش کی تو میں نے اس لیے خاموشی اختیار کی کہ کہیں یہ راز افشا نہ ہو جائے، اگر آپ ﷺ اس سے شادی نہ کرتے تو میں اس سے شادی کر لیتا۔[1]

⑤ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ان کا تعلق قبیلہ بنو ہلال بن عامر سے تھا، مسکینوں پر رحم وشفقت کے سبب ان کا لقب ام المساکین پڑ گیا تھا اور یہ سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور آپ ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے شہید کی بیوہ کے ساتھ شادی کی، تاکہ شہید کی بیوی کی دلجوئی ہو جائے اور انہیں احساس ہو جائے کہ شہداء کے وارث بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جائیں گے۔

نکاح کے بعد آپ کے پاس صرف دو یا تین ماہ رہنے پائی تھیں کہ ان کی وفات ہو گئی آپ کی زندگی میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی بی بی تھیں جنھوں نے وفات پائی،

---

① فتح الباری: ۹/ ۱۵۳، ۱۵۲؛ طبقات ابن سعد: ۸/ ۸۲؛ فتح الباری: ۹/ ۱۵۶؛ حیاۃ الصحابۃ: ۱/ ۴۷۶۔

آپ ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر تیس سال تھی۔[1]

⑥ سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

یہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ جمادی الاخری چار ہجری میں ان کی وفات ہوگئی تو ان کی وفات کے بعد شوال چار ہجری میں آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ آپ پردہ دار، طاہرہ، اللہ کی تلوار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی اور ابوجہل بن ہشام کے چچا کی بیٹی ہیں، یہ ان خواتین میں سے ہیں جنھیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، نبی کریم ﷺ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پہلے یہ آپ کے رضاعی بھائی سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔[2]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی گھر لوٹے اور پوچھنے پر بتایا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے ایک بہت اچھی حدیث سنائی ہے وہ یہ کہ جب کسی کی کوئی عمدہ چیز اس سے گم ہو جائے یا روٹھ جائے تو وہ یہ کلمات پڑھے اللہ اسے اس سے اچھی چیز عطا کر دے گا اور وہ کلمات یہ تھے:

«إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا»

''ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے بدلے میں اس سے بہتر عطا کر۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ عرصہ بعد سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے تو میں نے سوچا کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کون مسلمان بہتر ہوسکتا ہے؟ وہ تو گھر کا پہلا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، پھر بھی میں یہ کلمات کہتی رہی اور

---

① الإصابة: ٤/ ٣١٥۔

② الإصابہ: ٨/ ٢٤١؛ سیر أعلام النبلاء: ٢/ ٢٠٢، ٢٠١۔

مسلسل وظیفہ کرتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیے۔ ①

ایک مرتبہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں کہ سیدنا جبریل علیہ السلام آئے اور باتیں کرتے رہے، ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا: ''ان کو جانتی ہو؟'' انہوں نے کہا: دحیہ تھے، لیکن جب آپ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبریل تھے۔ (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے) ②

⑦ سیدہ زینب بنت جحش بن رياب رضی اللہ عنہا

ان کا تعلق قبیلہ بنواسد بن خذیمہ سے تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی صاحبزادی تھیں، ان کی شادی پہلے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) تھا اور ان سے سلسلہ زوجیت زیادہ دیر نہ چل سکا، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی، ان کی عدت ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ نے فرمان جاری کر دیا:

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ (الأحزاب:٣٧)

''جب زید نے ان سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔''

جبکہ سورۂ احزاب کی کئی اور آیات نازل ہوئیں جن میں متبنیٰ (لے پالک) کا فیصلہ کر دیا کہ یہ دور جاہلیت کے قانون کی طرح نہیں ہے بلکہ متبنیٰ کی بیوی مطلقہ یا بیوہ ہو جائے تو وہ نکاح کر سکتا ہے تو اس طرح سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ذی قعدہ پانچ ہجری میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔

امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں کہ مجھ میں تین خوبیاں ایسی پائی جاتی ہیں جو آپ کی کسی بیوی میں نہیں پائی جاتیں۔ پہلی خوبی یہ ہے کہ میرا اور آپ کا دادا ایک ہے، دوسری خوبی یہ کہ آپ

① صحيح مسلم: ٩١٨، أحمد: ١٦٣٧٣؛ تحفة الأشراف: ١٨٢٤٨۔

② صحيح مسلم: ٢/ ٢٤١۔

سے میرا نکاح آسمان پر ہوا اور تیسری خوبی یہ ہے کہ نکاح کے لیے سفارت کے فرائض جبرائیل علیہ السلام نے ادا کیے۔ ۵۹ یا ۶۲ ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۸۴ برس تھی، بقیع قبرستان میں دفن ہوئیں۔ ①

⑧ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

ان کے والد قبیلہ بنوخزاعہ کی شاخ بنوالمصطلق کے سردار تھے اور سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا غزوۂ بنومصطلق کے قیدیوں میں لائی گئیں تھیں۔ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں، انہوں نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے مکاتبت کر لی یعنی ایک مقررہ رقم کے عوض آزاد کر دینے کا معاملہ طے ہو گیا۔ اس کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں:

اے اللہ کے رسول! میں حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کے سردار ہیں۔ اس وقت جس مصیبت سے میں دو چار ہوں، وہ آپ سے مخفی نہیں۔ میرے مقام سے بھی آپ باخبر ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حصے میں چلی گئی ہوں۔ میں نے اپنی آزادی کے بدلے میں اس کو رقم دینا طے کر لیا ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر اس لیے ہوئی ہوں کہ آپ سے مطلوبہ رقم کے سلسلے میں تعاون حاصل کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کیا:

''اگر تیرے لیے اس سے بھی بہتر صورت پیدا ہو جائے تو......؟''

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول!

آپ نے فرمایا: ''تیری رقم میں ادا کرتا ہوں اور تجھ سے شادی بھی کر لیتا ہوں۔''

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں! یہ تو مجھے قبول ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں:

لوگوں نے جب یہ خبر سنی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث کی بیٹی سیدہ

① الاصابة: ٤/ ٣١٣، ١٢٠٦٣؛ الثقات: ٣/ ٤٦٤؛ البداية والنهاية: ٤/ ١٤٦۔

جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے تو لوگ کہنے لگے: یہ بنو مصطلق والے تو اللہ کے رسول ﷺ کے سسرال بن گئے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ کی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد کر دیے گئے۔ چنانچہ مجھے نہیں معلوم کہ کوئی عورت اپنی قوم کے لیے اس قدر بابرکت ثابت ہوئی ہو جس قدر سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم کے لیے بابرکت ثابت ہوئیں۔ ①

⑨ سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

یہ عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں اور ان کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئی تھیں مگر وہاں جانے کے بعد عبیداللہ نے مرتد ہو کر عیسائیت کو قبول کر لیا اور پھر ادھر ہی وفات پا گیا۔ مگر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے دین اور اپنی ہجرت پر قائم رہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے محرم ۷ ہجری میں عمرو بن امیہ ضمری کو اپنا خط دے کر نجاشی کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کر دے تو نجاشی نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی منظوری کے بعد ان سے آپ کا نکاح کر دیا، مہر بھی خود ادا کیا اور سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہیں آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ ②

ان کے بھائی سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ان کی زندگی میں امیر المومنین کے منصب پر فائز ہوئے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

معاشرے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عزت وعظمت تھی، خاص طور پر ان کے بھائی کے دور حکومت میں، ان کی وجہ سے ان کے بھائی کو یہ مقام ومرتبہ ملا کہ انھیں اہل ایمان کا ماموں کہا جاتا تھا۔ ③

① سنن أبی داود: ٣٩٣١؛ الاصابة: ٤/ ٢٦٥؛ طبقات ابن سعد: ٨/ ٢٠۔
② الإصابة: ٤/ ٣٠٥ـ ٣٠٦۔
③ سیر أعلام النبلاء: ٢/ ٢٢٢۔

جب سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ والوں کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے تھے، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید مہلت کے بارے میں بات چیت کی جسے قبول کیا گیا، وہ وہاں سے اٹھا اور اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر کہا: بیٹی! مجھے اس بستر کے قابل نہیں پایا یا یہ بستر میرے قابل نہیں؟ بیٹی نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے، آپ ایک مشرک ہیں۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: بیٹی! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں، کیا مجھ سے دور ہو کر تیری یہ حالت؟[1]

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

”جو ایک دن اور رات میں بارہ رکعتیں (چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشا کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے) ادا کرے تو اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔“

69

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تب سے اب تک میں نے یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔

(راوی حدیث) عنبسہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے یہ حدیث سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنی تب سے اب تک میں نے یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔ عمرو بن اویس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے عنبسہ رحمہ اللہ سے یہ حدیث سنی ہے اب تک میں نے بھی یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔ نعمان بن سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب سے میں نے عمرو بن اویس رحمہ اللہ سے سنا ہے اب تک میں نے بھی یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔

⑩ سیدہ صفیہ بنت حُیَی بن اخطب رضی اللہ عنہا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے زور و قوت سے خیبر پر قبضہ کر لیا اور قیدی ایک جگہ اکٹھے ہو گئے تو اس دوران سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۹،۱۰۰۔ ② صحیح مسلم: ۷۲۸۔

حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے نبی! قیدیوں میں سے مجھے بھی ایک لونڈی عطا فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ ایک لونڈی لے لو۔'' سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ نے حیی کی بیٹی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کر لیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے: قیدی عورتوں میں ہم نے اس جیسی کوئی عورت نہیں دیکھی۔

ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا:

اے اللہ کے نبی! آپ نے حیی کی بیٹی صفیہ، سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی، وہ تو بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی ہے۔ بنو نضیر کی چوہدرانی ہے، وہ آپ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: ''دحیہ اور صفیہ (رضی اللہ عنہما) کو بلاؤ۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لایا گیا اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''قیدی عورتوں میں سے تم اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔''

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ انھیں آزاد کرنا ہی ان کا حق مہر قرار دیا گیا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کی کنگھی پٹی کی اور دلہن کا روپ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کے پاس زادِ راہ میں سے کوئی چیز بچی ہو وہ لے آئے۔'' آپ نے چمڑے کی ایک چادر زمین پر بچھا دی۔ کسی نے پنیر لا کر رکھ دیا اور کسی نے کھجوریں۔ ایک شخص گھی لے کر آیا۔ ان سب چیزوں کو ملا کر کھانے کے لیے عمدہ ڈش تیار کی گئی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ولیمہ تھا۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دونوں آنکھوں پر نیل پڑے

---

[1] صحیح البخاری: ۳۷۱؛ صحیح مسلم: ۱۳۶۵؛ وطبقات ابن سعد: ۸/ ۱۲۷؛ مسلم شرح نووی: ۹/ ۳۱۴،۳۱۳۔

ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ''یہ آپ کی دونوں آنکھوں پر نیل کیسے پڑا؟'' انھوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آگرا ہے تو اس نے مجھے تھپڑ رسید کر دیا اور غصے سے کہا: کیا تو یثرب کے بادشاہ کے خواب دیکھ رہی ہے؟ وہ کہتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت انتہا درجے کا بغض تھا کیونکہ انھوں نے میرے والد اور میرے خاوند کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھے مسلسل دلاسہ دیتے رہے اور فرمایا: ''صفیہ تیرے باپ نے میرے خلاف عربوں کو جمع کیا اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کیں۔'' آپ کے اس ہمدردانہ اور شفقت بھرے سلوک کی وجہ سے میرا دل بالکل صاف ہوگیا۔ ①

⑪ سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

یہ سیدہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، ان سے رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ ۷ ہجری میں عمرۃ القضاء سے فارغ ہونے کے اور صحیح قول کے مطابق احرام سے حلال ہونے کے بعد شادی کر لی۔ مقامِ سرف میں ان کا نکاح ہوا تھا اور بعد میں سرف میں ہی انہوں نے وفات پائی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا، صحاح میں ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں جنازے کو زیادہ حرکت نہ دو۔ ②

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے وفات پا جانے کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انھیں ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

> اللہ کی قسم! میمونہ اس دنیا سے چلی گئی، وہ ہم سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی اور ہم سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی تھی۔ ③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میمونہ رضی اللہ عنہا اللہ سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھیں۔ ④

---

① مجمع الزوائد: ۱۵۳۷۳؛ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۲۷۹۳۔

② صحيح البخاري: ۱۸۳۷؛ الاصابة: ٤/ ٤١١، ٤١٢۔ ③ طبقات ابن سعد: ۸/ ۹۹؛ مستدرك حاكم: ٤/ ٣٢۔ ④ الاصابه: ۸/ ۱۹۲۔

رسول اللہ ﷺ کی معروف لونڈیاں

آپ ﷺ کی کئی لونڈیاں تھیں جن میں سے دو مشہور کا ذکر درج ذیل ہے:

① سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

جنہیں مقوقس فرمانروائے مصر نے بطور ہدیہ مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ ان کے بطن سے آپ ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو بچپن میں ۲۸ یا ۲۹ شوال دس ہجری کو اٹھارہ ماہ کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پا گئے۔[1]

② سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا

ان کا تعلق یہود قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھا اور بنو قریظہ کے قیدیوں میں تھیں، آپ ﷺ نے اپنے لیے منتخب فرمایا اور وہ آپ کی لونڈی تھیں۔

ابو عبیدہ نے دو اور لونڈیوں کا ذکر کیا ہے ایک کا نام جمیلہ ہے جو کسی جنگ میں گرفتار ہو کر آئی تھی اور ایک وہ تھی جنہیں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ہبہ کیا تھا۔[2]

① الاصابة: ٤/ ٤٠٤۔

② الاصابة: ٤/ ٣٠٥، ٣٠٦۔

رسول اللہ ﷺ کی وہ بیویاں جن سے آپ نے خلوت سے قبل علیحدگی اختیار کر لی

نمبر شمار	نام	ولدیت
۱	الکلابیہ (فاطمہ)	بنت ضحاک
۲	اسماء	بنت نعمان بن ابی الجون
۳	قُتیلہ	بنت قیس
۴	ملیکہ	بنت کعب لیثی
۵	بنت جندب	بنت ابن ضمرہ جندعی
۶	سنا	بنت صلت

① الکلابیہ

ان کے نام میں اختلاف ہے، بعض نے فاطمہ بنت ضحاک یا عمرہ بنت یزید یا علیہ بنت ظبیان بن عمرو کہا ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ کلابیہ، فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان ہیں، انھوں نے آپ سے پناہ مانگی، آپ نے فرمایا: ''تو نے عظیم کی پناہ مانگی ہے، لہٰذا (طلاق لے کر) اپنے میکے جاؤ۔'' پھر یہ مینگنیاں اٹھاتی پھرا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں: میں بدنصیب ہوں، آپ نے کلابیہ سے ذی القعدہ ۸ھ میں نکاح کیا تھا، ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ ①

② اسماء

یہ نعمان بن ابی الجون بن الاسود کندی کی بیٹی ہیں۔ نعمان بن ابی الجون کندی

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱۲۔

نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کا عرب کی ایک انتہائی حسین بیوہ سے نکاح نہ کرا دوں جو اپنے چچا زاد بھائی کے نکاح میں تھی؟ اتفاق سے وہ مر گیا اور وہ بیوہ ہو گئی، اب وہ آپ کی طرف مائل ہے اور اسے آپ کی خواہش ہے آخر کار رسول اللہ ﷺ نے اس سے پانچ سو درہم مہر پر نکاح کر لیا، وہ شخص بولا: یا رسول اللہ! ان کے مہر میں کمی نہ کیجیے۔ فرمایا: ''میں نے اپنی کسی بیوی کا پانچ سو سے زیادہ مہر نہیں باندھا اور نہ اپنی کسی بیٹی کا اس سے زیادہ باندھا۔'' نعمان بولا: آپ تو نمونہ ہیں اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میرے ساتھ کسی شخص کو بھیج دیجیے کہ وہ آپ کی بیوی کو آپ کے پاس لے آئے، میں اس کے ساتھ ہو جاؤں گا اور اس کے ساتھ آپ کی اہلیہ کو بھیج دوں گا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ سیدنا ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، پھر جب یہ دونوں آدمی اس عورت کے پاس پہنچے تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ گئی، پھر اس نے سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی تو سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی عورتوں کو کوئی مرد نہیں دیکھتا، سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ واقعہ پردے کے حکم کے بعد کا ہے، پھر اس نے میرے پاس آدمی بھیجا، اس نے میرا کام آسان بنا دیا، اس نے کہا: آپ کے اور ان کے درمیان پردہ ہے جس کے پیچھے سے وہ بات کرتی ہیں الا یہ کہ وہ محرم ہوں آخر کار اس نے پردہ کر لیا، سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں تین دن اس کے گھر ٹھہرا، پھر میں نے ہودج میں پردے کے ساتھ انھیں ایک اونٹ پر بٹھایا اور اپنے ساتھ مدینہ لے آیا اور بنی ساعدہ میں ٹھہرا دیا، قبیلہ کی عورتوں نے آ کر انھیں أھلاً و سھلاً کہہ کے ان کا خیر مقدم کیا، پھر ان عورتوں نے گھر گھر ان کے حسن و جمال کا ذکر کیا اور سارے مدینہ میں ان کے آنے کی خبر پھیل گئی، سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی طرف رخ کیا۔ آپ بنو عمرو بن عوف میں تھے اور آپ کو ان کے آنے کی خبر کی، وہ بے حد حسین تھیں، عورتوں کو جب ان کے حسن کی خبر لگی تو ٹوٹ پڑیں، ایک عورت بولی: تم تو ملکہ ہو، اگر تم رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں اقبال مند بننا چاہتی ہو تو جب آپ تمہارے پاس آئیں تو کہنا: تم سے اللہ کی پناہ، اس سے تم آپ کی نگاہ میں بہت قدر و منزلت والی بن جاؤ گی اور آپ تمہاری طرف خوب راغب ہوں گے۔

سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ ساعدی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جونیہ کے پاس بھیجا، پھر میں انھیں سوار کر کے مدینہ لایا، یہ لوگ نجد کے ایک گوشہ میں رہتے تھے، میں نے انھیں بنی ساعدہ کے ایک گھر میں ٹھہرا دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی خبر دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل کر آئے اور ان کے پاس تشریف لے گئے، جب دلہن کے قریب ہوئے تو وہ بولی: آپ سے اللہ کی پناہ، یہ سن کر آپ نے رخ پھیر کر فرمایا: ''تم نے ایک عظیم پناہ گاہ سے پناہ مانگی ہے۔'' آپ فوراً ان سے ہٹ گئے اور آپ کے حکم سے میں نے انھیں ان کی قوم میں پہنچا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ربیع الاول ۹ ھ میں نکاح کیا۔ ①

③ قتیلہ

آپ قیس کی صاحبزادی ہیں اور سیدنا اشعث بن قیس بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اسماء بنت نعمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی پناہ مانگی تو آپ باہر آگئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرے سے نمایاں تھے، پھر آپ سے سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور غم میں نہ ڈالے، کیا میں آپ کا نکاح اس سے نہ کرا دوں جو حسن و جمال اور حسب و نسب میں اسماء سے کم نہیں؟ پوچھا: ''کون؟'' بولے: میری بہن قتیلہ، فرمایا: ''میں نے اس سے نکاح کر لیا۔'' پھر اشعث حضر موت گئے اور انھیں لائے، جب یمن سے آگے بڑھے تو انھیں آپ کی وفات کی خبر مل گئی اور انھیں واپس لے کر لوٹ گئے، کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اشعث اور ان کی بہن ارتداد کا شکار ہو گئے تھے جیسا کہ طبقات ابن سعد وغیرہ میں منقول ہے، اسی طرح ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں لکھا ہے لیکن انھوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اشعث نے دوبارہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اسلام قبول کر لیا تھا، تاہم امام ذہبی مذکورہ واقعہ کو صیغۂ تمریض سے بیان کر کے واللہ اعلم کے ذریعے سے اسے غیر یقینی قرار دیتے ہیں۔ ②

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱۲۔ ② طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱۳۔

④ ملیکہ

آپ کعب لیثی کی بیٹی ہیں، نبی کریم ﷺ نے ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا۔ ان کے بے حد حسن و جمال کی شہرت تھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے جا کر کہا: کیا تمہیں اپنے والد کے قاتل سے نکاح کرنے میں شرم نہیں آتی؟ آخر کار انھوں نے آپ سے اللہ کی پناہ مانگ لی اور آپ نے انھیں طلاق دے دی، لیکن ان کی قوم نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ! وہ کم سن ہیں اور ان کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں اور انھیں دھوکا دیا گیا ہے، لہٰذا آپ ان سے رجوع فرما لیں لیکن آپ نے رجوع سے انکار کیا، پھر انھوں نے ان کے اپنے ایک عزیز جو بنی عذرہ میں سے تھا، کے لیے اجازت حاصل کر لی اور عذری نے ان سے نکاح کر لیا، ان کے والد کو فتح مکہ کے دن خندمہ میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ انھوں نے مذکورہ بالا جملہ فرمایا، حالانکہ اس سفر میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہ تھیں۔ ①

⑤ بنت جندب

آپ ابن ضمرہ جندعی کی بیٹی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بنت جندب بن ضمرہ جندعی سے نکاح فرمایا۔ محمد بن عمر کا کہنا ہے کہ ہمارے اصحاب اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی کنانیہ سے نکاح نہیں کیا۔ ②

⑥ سنا

عبداللہ بن حازم سلمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا بنت حلت سے نکاح کیا لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے پہنچنے سے قبل فوت ہو گئیں۔ ③

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱۳۔

② طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱۳۔ ③ طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱٤۔

رسول اللہ ﷺ کی اولاد

نبی کریم ﷺ کی حقیقی اولاد میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

نمبر شمار	نام	تفصیل
۱	سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ	والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۲	سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ لقب طیب اور طاہر	والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۳	سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ	والدہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا
۴	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۵	سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۶	سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۷	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ ﷺ کے بیٹے

① سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ

یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں۔ نبوت سے تقریباً گیارہ سال قبل پیدا ہوئے۔ ابن سعد کے مطابق ان کی عمر دو سال تھی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم ﷺ اس کی

عیادت کو گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے فرمانے لگے: ''اسلام قبول کرلو'' تو اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو کہ وہاں موجود تھا، کہنے لگا:

أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ)) ①

اطاعت کر ابو قاسم (ﷺ) کی تو وہ مسلمان ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے: ''شکر ہے اس اللہ کا جس نے اسے آگ سے بچا لیا۔''

نبی کریم ﷺ کی کنیت بھی انہیں کے نام پر ابوالقاسم تھی۔ عرب لوگ جب کسی کو محبت سے بلاتے تو کنیت سے پکارتے تھے۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ منع فرمایا کرتے کہ کوئی شخص میرے نام اور کنیت کو اپنے لیے جمع کرے اور ابو القاسم محمد کہلائے۔ بعض نے اس نہی کو زمانِ نبوی ﷺ سے مختص قرار دیا ہے۔ ②

② سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ

انہی کا لقب طیب و طاہر تھا۔ قاضی سلیمان کہتے ہیں کہ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ لقب طیب نبی کریم ﷺ کی جانب سے اور طاہر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے تھا۔

اسی بات کو ترجیح ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''زاد المعاد'' میں دی ہے۔

نبوت کے بعد ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور مکہ ہی میں وفات پائی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورۂ کوثر عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ سے مسجد کے دروازے پر ملا اور مسجد میں داخل ہو گیا، وہاں مسجد (حرام) میں قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے:

من الذی کنتَ تُحَدِّث؟

کس سے باتیں کر رہا ہے؟

---

① صحيح البخاري: ١٣٥٦۔

② فقه لسيرة، ص: ٦٠؛ سيرة ابن هشام: ١/ ١٩٠؛ فتح الباري: ٧/ ١٠٥۔

کہنے لگا: اس ابتر سے یعنی نبی کریم ﷺ سے، اس سے قبل نبی کریم ﷺ کے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔ ①

③ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ

یہ آپ ﷺ کی لونڈی سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

یہ لونڈی مصر کے بادشاہ نے بطور ہدیہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ ام بردہ بنت المنذر نے انہیں دودھ پلایا، ابھی ایام رضاعت میں تھے کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ابوسیف قین (لوہار) کے پاس گئے جو کہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے والی کے خاوند تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھایا، بوسہ دیا اور پیار کیا۔ پھر اس کے بعد گئے تو سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی (رو رہے ہیں)؟ تو آپ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمن! یہ تو شفقت اور رحمت ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ)) ②

''اگرچہ آنکھیں روتیں ہیں، دل پریشان ہے مگر آج ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ابراہیم کی جدائی میں غم زدہ ہیں۔''

اسماعیل بن خالد کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ، نَبِيٌّ، لَعَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ" ③

① زادالمسیر: ٤٤٩٨۔ ② صحیح البخاری: ١٣٠٣۔

③ صحیح البخاری: ٦١٩٤؛ سنن ابن ماجه: ١٥١٠۔

کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہ تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور اگر محمد ﷺ کے بعد اور کسی نبی کی آمد ہوتی تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا)) ①

جب رسول اللہ ﷺ کا بیٹا سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو آپ نے اس کا نماز جنازہ پڑھایا اور فرمایا: ''بے شک اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والیاں موجود ہیں (کیونکہ یہ حالت رضاعت میں فوت ہوئے تھے) اور اگر یہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔''

اتفاق یہ ہوا کہ جس دن سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اسی دن سورج گرہن بھی ہوا، قدیم عرب کا اعتقاد تھا کہ کسوف وخسوف کسی بڑے آدمی کی موت سے گہنایا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ خطبہ دیا: ''سورج اور چاند کسی بھی انسان کی موت سے نہیں گہنائے جاتے وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو۔''②

① صحیح، سنن ابن ماجہ: ۱۵۱۱۔

② صحیح البخاری: ۱۰۴۳۔

آپ ﷺ کی بیٹیاں

① سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کی عمر تیس سال تھی جب یہ پیدا ہوئیں اور اپنی والدہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوگئیں۔ ان کا نکاح ہجرت سے قبل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابوالعاص سے ہوا تھا۔ جنگ بدر میں قیدی ہوکر آئے، قید سے رہائی پانے کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہجرت کی اجازت دے دے گا، نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو انہیں لینے بھیجا، چنانچہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئیں۔ انہی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

«هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ» ①

''یہ میری بہت اچھی بیٹی ہے، اسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔''

سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے پہلے نکاح پر ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دے دیا۔ ②

② سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک تینتیس سال تھی جب یہ پیدا ہوئیں۔ مکہ میں ہی ان کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور لوگوں میں یہ بات مشہور تھی:

''أحسن زوجين رآهما إنسان: رقية وزوجها عثمان'' ③

انسانوں کا بہترین جوڑا (اس سرزمین پر) سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے۔

---

① مستدرك للحاكم: ٦٨٣٦۔ ② حسن، مسند أحمد: ٢٣٦٦۔

③ الإصابة: ٨/ ١٧٨۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو ۲ ہجری میں چیچک نکلی اور اسی مرض میں ان کی وفات ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا صاحب فراش تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری کے لیے سیدنا عثمان غنی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مدینہ میں چھوڑا تھا، سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس روز فتح کی بشارت لیے مدینہ پہنچے تو اس وقت ان کی تدفین ہو رہی تھی۔ عمر بوقت وفات ۲۱ سال تھی۔

③ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

تین ہجری میں ان کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ اسی لیے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے ان کے سکینہ قلب بنائے گئے۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور بعد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ نکاح کر لیں جب معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا:

«يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ، وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ»

''حفصہ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہوگا اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہوگی۔''

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔[1]

ان سے اولاد نہیں ہوئی انہوں نے چھ ہجری میں وفات پائی۔

④ سیدہ فاطمہ صلی اللہ علیہ وسلم

فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ، ان کا ایک نام بتول تھا، انہیں زہراء اس لیے لقب ملا کیونکہ یہ خوش شکل تھیں اور اپنے والد گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل تھیں۔ مکہ میں آپ کے

① مصنف ابن ابی شیبة: ٣٢٠٦٢۔

منصب نبوت پر فائز ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں، اس وقت قریش خانہ کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی عمر اس وقت پینتیس سال تھی۔ ①

ان کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ جنہیں زبان نبوت سے جنت کی بشارت ملی تھی، آپ رضی اللہ عنہا کی بہنیں سیدہ زینب، رقیہ، امّ کلثوم رضی اللہ عنہن اور تین بھائی تھے سیدنا قاسم، عبداللہ (طیب و طاہر) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم۔

جنگ بدر کے بعد آپ کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں تین بیٹے: سیدنا حسن و حسین اور محسن رضی اللہ عنہم (محسن بچپن میں انتقال کر گئے تھے) اور تین بیٹیاں: سیدہ زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ زینب کی شادی سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ام کلثوم کی شادی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور رقیہ بچپن میں فوت ہو گئی تھیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک بار دور کرتے تھے اس بار دو مرتبہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور تو میری اہل بیت میں سے سب پہلے مجھے ملے گی۔'' کہتی ہیں: میں رو پڑی، پھر رسول اللہ نے فرمایا:

83

((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ)) فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ ②

''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں یا مومنہ عورتوں کی سردار ہو۔'' تو میں ہنسنے لگی۔

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي)) ③

''فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا۔''

---

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۲۔ ② صحیح البخاری: ۳۶۲۴۔

③ صحیح البخاری: ۳۷۱۴، للفظ له، صحیح مسلم: ۲۴۴۹۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (نفل) نماز پڑھتے رہے، پھر جب فارغ ہو کر چلے تو میں (بھی) آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: ''یہ کون حذیفہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا:

''تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔''

(پھر) آپ نے فرمایا:

''یہ فرشتہ اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کہنے کی اجازت مانگی اور یہ (فرشتہ) مجھے خوشخبری دیتا ہے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔''①

عائشہ بنت طلحہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں:

مَارَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ كَلَامًا وَ حَدِيثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ وَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَرَحَّبَ بِهَا وَكَذَالِكِ كَانَتْ هِيَ تَصْنَعُ'' ②

میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کلام اور گفتگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتی تو آپ ان کی جانب کھڑے ہوتے، اسے بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی اپنے ابا جان کا استقبال کیا کرتی تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بروز منگل ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو وفات پائی اس وقت ان کی عمر چوبیس سال تھی۔③

① صحيح، سنن الترمذي: ٣٧٨١؛ ابن خزيمه: ١١٩٤؛ ابن حبان: ٢٢٢٩۔
② سنن أبي داؤد: ٥٢١٧؛ سنن الترمذي: ٢٧٧١؛ صحيح، مستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٤۔ ③ سير أعلام النبلاء: ٢/ ١٢٢، ١٢١۔

رسول اللہ ﷺ کے ربائب

ربائب ایسی اولاد کو کہتے ہیں جو بیوی کی پہلے شوہر سے ہو۔ اگر آدمی نے عورت سے نکاح کے بعد صحبت کر لی ہے تو اس کی بیٹی ربیبہ سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر صحبت سے پہلے کسی عورت کو طلاق دے دی تو اس کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (النساء:۲۳)

''تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں حرام کر دی گئی ہیں اور تمہاری وہ سوتیلی بیٹیاں جو تمہارے ہاں پرورش پائیں اور ان عورتوں کے پیٹ سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہو، (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر اُن کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (اُن کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے اپنی حقیقی اولاد اور تمام ربائب کو بھی جو مسلمان ہوئے اپنے اہل بیت میں اور گھر والوں میں شمار کیا ہے۔ اسی لیے اس مقام پر نبی کریم ﷺ کی اولاد میں ربائب کو بھی ذکر کیا جا رہا ہے، نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے بعض کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔ نہ پہلے خاوند سے اور نہ آپ سے اور بعض کے ہاں اولاد ہوئی مگر بچپن میں فوت ہو گئی اور نبی کریم ﷺ کے پاس ربائب نہیں بنی۔ مگر سیدہ خدیجہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما آپ کی ازواج میں دو ایسی ہیں کہ ان کی اولاد آپ ﷺ کی ربائب بنی ہے۔

ان کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ہند بنت عتیق بن عابد مخزومی

سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ہند تھا اس کی کنیت ام محمد تھی۔ اس کی شادی اپنے چچازاد صیفی بن امیہ بن عابد سے ہوئی، وہ غزوۂ بدر میں حالت کفر میں مارا گیا۔ ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد تھا۔ اسی محمد کی اولاد کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کی وجہ سے بنو الطاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔[1]

سیدنا ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ

یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پہلے شوہر ابو ہالہ کے بیٹے ہیں۔ یہ مشرف بہ اسلام ہوئے معرکہ بدر اور احد میں شامل تھے۔ ۳۶ ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، ان سے کئی ایک احادیث مروی ہیں۔[2]

سیدنا ہالہ بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ

یہ بھی سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر ابو ہالہ کے بیٹے ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن کا نام بھی ہالہ بنت خویلد تھا۔[3]

① طبقات ابن سعد: ۸/۱۵۔ ② الاصابۃ: ٦/ ٤٣٦۔
③ فتح الباری ۷/۱۷۵۔

رسول اللہ ﷺ ان سے بڑی محبت کرتے تھے، ایک دفعہ آپ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک ہالہ آگئے، آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے انھیں سینے سے لگا لیا اور فرمایا: ''ہالہ، ہالہ، ہالہ۔''①

سیدنا حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ

یہ بھی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔ اولین اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے، دعوت اسلام میں پیش پیش تھے، ایک دن رکن یمانی کے پاس لوگوں کو بڑے جوش وخروش سے دعوت دے رہے تھے کہ انھوں نے حملہ کر کے انھیں شہید کر دیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شہید کیا گیا تھا۔ یہ اسلام کے لیے جان قربان کرنے والوں میں سب سے پہلے تھے۔②

سیدنا طاہر بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ

یہ بھی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں ان کے والد ابو ہالہ ہیں۔ یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں بعض ساتھیوں کے ساتھ یمن کی طرف زکاۃ کی وصولی کے لیے بھیجا تھا۔③

سیدنا عبدالرحمن بن مکران بن عمرو رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر مکران کے بیٹے ہیں۔ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے، جنگ جلولا (فارس) میں شہید ہوئے۔

سیدنا سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، یہ اولاد میں بڑے بیٹے تھے اسی وجہ سے ان کے والدین ام سلمہ اور ابوسلمہ کی کنیت سے

① أسد الغابة: ٤/ ٢٦٨؛ الإصابة: ٦/ ٤٠٦

② الإصابة: ١/ ٦٩٦۔ ③ الإصابة: ٣/ ٤١٨؛ أسد الغابة: ٢/ ٤٨٢۔

معروف ہیں، آپ نے اس کی شادی اپنے رضاعی بھائی اور چچا سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا سے کروائی تھی، عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک یہ زندہ رہے اور مدینہ میں وفات پائی۔

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے بیٹے ہیں۔ ۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بحرین اور فارس کے حاکم بنائے گئے۔ سعید بن مسیب، ابوامامہ بن سہل اور عروہ بن زبیر نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ۸۳ ہجری میں وفات پائی۔①

سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، یہ صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بنی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے زینب رکھا۔②

آپ اسے پیار سے زناب کہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''اے ام سلمہ!''

((أَيْنَ زَنَابُ مَا لِي لَا أَرَى زَنَابَ)) ③

''ننھی زینب کہاں ہے؟ مجھے زینب دکھائی نہیں دے رہی!''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چھوٹی بچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے سے پہلے میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتے تھے۔ عطاف بن خالد کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بڑھاپے میں دیکھا کہ ان کا چہرہ تروتازہ تھا، ان پر بڑھاپے کے آثار نہ تھے۔ یہ پانی کے چھینٹوں کی بدولت تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں ان کے چہرے پر مارتے تھے۔

---

① طبقات ابن سعد: ۸/۸۷، أسد الغابة: ۷/ ۱۰۲۔ ② صحیح مسلم: ۲۱۴۲۔
③ مسند أحمد: ۲۶۶۱۹۔ أسد الغابة: ۵/ ۲۹۹، الإصابة: ۸/ ۱۶۰۔

علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے زمانے کی سب سے زیادہ فقیہہ خاتون تھیں۔ ①

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ۷۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع الغرقد میں مدفون ہوئیں۔ ②

سیدہ ام کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ ہیں، کتب احادیث میں ان سے احادیث مروی ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے ان سے ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں شاہ نجاشی کی وفات کا ذکر ہے۔

سیدہ درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ سیدہ درہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''نہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر وہ میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تب بھی حلال نہ تھی کیونکہ اس کا باپ ابوسلمہ میرا رضاعی بھائی ہے۔'' ③

سیدہ حبیبہ بنت عبیداللہ بن جحش رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش کی بیٹی ہیں، انہی کے نام پر ان کی والدہ کی کنیت ام حبیبہ ہے ورنہ تو ان کا نام رملہ یا ہند ہے۔ ④

---

① الاستیعاب: ٤/ ١٨٥٤۔

② طبقات ابن سعد: ٨/ ٣٣٧۔

③ صحیح البخاری: ٥١٠١۔

④ طبقات ابن سعد: ٨/ ٧٦۔

رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور نواسیاں

تفصیل	نام	نمبر شمار
والد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	سیدنا حسن رضی اللہ عنہ	۱
والد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	۲
والد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	سیدنا محسن رضی اللہ عنہ	۳
والد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ والدہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ	۴
والد سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	سیدنا علی رضی اللہ عنہ	۵
والد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۶
والد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	۷
والد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	۸
والد سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا	۹

نوٹ:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد سیدنا علی اور امامہ رضی اللہ عنہما۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سیدنا حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم، اور رقیہ رضی اللہ عنہم۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

شبیہہ الرسول، ریحانۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سید شباب اہل الجنۃ ابو محمد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ بتول فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پدر بزرگوار سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابن عم رسول تھے۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی دوہرے شرف کی حامل تھی۔ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک کے مہینے میں معدن نبوت کا یہ گوہر شب چراغ استغناء و بے نیازی کی اقلیم کا تاجدار، دوش نبوت کا سوار، فتنہ وفساد کا بیخ کن، سرورِ دو عالم کی بشارت کو پورا کرنے والا، امت کا محسن پیدا ہوا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت باسعادت کی خبر ہوئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: ''میرے بچے کو دکھانا، کیا نام رکھا ہے؟'' عرض کیا گیا: حرب۔ فرمایا: ''نہیں، اس کا نام حسن ہے۔'' پیدائش کے ساتویں دِن عقیقہ کیا اور دو مینڈھوں کی قربانی کر کے سر کے بال اتروائے اور ان کے ہم وزن چاندی خیرات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آٹھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آٹھ بیٹے حسن، زید، عمر، قاسم، ابوبکر، عبدالرحمن، طلحہ اور عبیداللہ اور دو بیٹیاں: امّ حسن اور امّ اسحٰق تھیں۔ ۴۹ھ میں آپ نے اپنے بستر پر طبعی وفات پائی۔[1]

عبیداللہ بن ابی رافع اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

''رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِینَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلَاۃِ''[2]

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت کے وقت ان کے کان میں اذان دیتے ہوئے دیکھا جس طرح نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے۔ جب ان کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہوئی۔

---

① ابن خلدون: ۲/ ۱۸۲۔

② حسن، سنن الترمذی: ۱۵۱٤۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا، نہ تو آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آ گئے، پھر آپ واپس ہوئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے تو فرمایا:

''کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟'' یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لیے اور ان کو خوشبو کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے گلے ملے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔''[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنِي''[2]

جب بھی میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن عصر کی نماز پڑھی، اس کے بعد مسجد سے نکلے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (اٹھا کر) کندھوں پر بٹھا لیا اور کہا:

''بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ''[3]

میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے۔

---

① صحيح مسلم: ٢٤٢١۔ ② حسن، مسند أحمد: ١٠٨٩١۔
③ صحيح البخاري: ٣٥٤٢۔

آپ کے ساتھ ستر ہزار لوگ مر مٹنے کے لیے تیار تھے لیکن آپ نے خون بہانا پسند نہیں کیا بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی۔

سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلَى إِقَامَةِ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کے معاملے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور کتاب اللہ اور سنت رسول پر بیعت کر لی۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ بھی دیا، اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا:

زیادہ دانش مند وہ ہے جو متقی و پرہیز گار ہو، زیادہ عاجز وہ ہے جو فاجر و نافرمان ہو، خلافت کے مسئلے میں میرے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ میں اس کا زیادہ حق دار ہوں یا وہ، پھر فرماتے ہیں:

”تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِينَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ“

مسلمانوں کی اصلاح اور ناحق خون بہنے کے ڈر سے میں نے اس خلافت کو چھوڑ دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ نے فرمایا:

«ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ» ①

”میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔“

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ مجھے میرے باپ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کرنا۔

① صحیح البخاری: ۷۱۰۹۔

”إلَّا أَنْ تَخَافُوا الدِّمَاءَ، فادفنِي فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ“
ہاں اگر خون خرابے کا خطرہ ہو تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اسلحہ سے لیس ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ یہاں خون بہہ جائیں گے۔ پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بقیع قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ①

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

شعبان ۴ ہجری میں پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی، ان کی شکل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی۔ یہ جنتی شہزادے ہیں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ» ②
”جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ حسین بن علی کو دیکھ لے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:
”وہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔“ ③

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو آتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے فرمایا:
یہ شخص آج آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ④

---

① سیر أعلام النبلاء: ٣٤٤/٤۔ ② السلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٠٠٣۔
③ صحیح البخاری: ٣٧٥٣۔ ④ حسن، تاریخ دمشق: ١٤/ ١٨١۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس گیا تو (دیکھا کہ) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو ناراض کر دیا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں!

آپ نے فرمایا: ''میرے پاس سے ابھی جبریل علیہ السلام اٹھ کر گئے ہیں، انھوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل (شہید) کیا جائے گا۔''①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے، آپ کے ہاتھ میں خون کی بوتل تھی۔ میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے، میں اسے صبح سے اکٹھا کر رہا ہوں۔''②

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین تھے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما موجود تھے اور آپ رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کر دے گی۔''③

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو آپ کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد کے سامنے لایا گیا تو وہ ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر کو کریدنے لگا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔④

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی (عراقی) نے مچھر (یا مکھی) کے (حالتِ احرام میں) خون کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

① حسن، مسند أحمد: ۱/ ۸۵ ح ٦٤٨۔

② حسن، مسند أحمد: ۱/ ۲٤۲۔ ③ تاریخ دمشق: ۱٤/ ۱۹۲؛ له طریق آخر عندالحاکم: ٤/ ۳۹۸، ۸۲۰۲؛ صححه علیٰ شرط الشیخین.

④ صحیح بخاری: ۳۷٤۸۔

اسے دیکھو، یہ (عراقی) مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے جبکہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے بیٹے (نواسے) کو قتل (شہید) کیا ہے۔①

جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں مقام کربلا میں شہید ہوئے تو ایک بدبخت نے لوگوں کے سامنے خوشی سے ان کی موت کی خبر دی، اللہ نے اسے دنیا میں ہی سزا دے کر عبرت کا نشان بنا دیا۔②

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔ میں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں) انھوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔③

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے جنوں کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ (کی شہادت) پر روتے ہوئے سنا ہے۔④

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ۱۰ محرم (عاشوراء کے دن) ۶۱ ہجری میں شہید ہوئے۔ یہ ہفتے کا دن تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ سوموار کا دن تھا۔⑤

ابو رجاء العطاردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کو برا نہ کہو، ہمارے بلہ جیم کے ایک پڑوسی نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔⑥

① صحيح البخاري: ۳۷۵۳، ۵۹۹۴۔ ② تهذيب التهذيب: ۲۳۵۴۔
③ حسن، تاريخ دمشق: ۱۴/ ۲۲۹۔
④ حسن، مسند أحمد: ۲/ ۷۷۶ ح۱۳۷۳۔
⑤ سنده صحيح، تاريخ دمشق: ۱۴/ ۲۳۶؛ تاريخ ابی زرعه الدمشقی: ۲۴۳۔
⑥ سنده صحيح، المعجم الكبير للطبرانی: ۳/ ۱۱۲ ح۲۸۳۰، ملخصاً۔

سیدنا محسن بن علی رضی اللہ عنہما

سیدہ فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کے ہاں تیسرا بیٹا محسن پیدا ہوا، بعض کا کہنا ہے کہ وہ ساقط جنین تھا اور بعض نے کہا کہ وہ پیدائش کے فوراً بعد فوت ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

سیدہ نساء العالمین کی اولاد میں بعض نے محسن اور رقیہ کے نام بھی بڑھا دیے ہیں اور اکثر نے یہ نام نہیں لکھے، جنہوں نے لکھے ہیں وہ مانتے ہیں کہ محسن اور رقیہ ہر دو کی وفات صغر سنی میں ہوئی تھی اس لیے ان کے حالات تاریخ میں نہیں ملے۔ ہاں مسند احمد کی ایک روایت سامنے آئی ہے ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن کی پیدائش ہوئی تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچے کی پیدائش کی خبر معلوم ہوئی تو تشریف لائے اور فرمایا:

> ''مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: حرب، فرمایا: ''نہیں، اس کا نام حسن ہے۔'' پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھ دیا، اس موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'' میں نے پھر عرض کیا: حرب، فرمایا: ''نہیں اس کا نام حسین ہے۔'' تیسرے بیٹے کی پیدائش پر بھی اسی طرح ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر محسن رکھ دیا، پھر فرمایا: ''میں نے ان بچوں کے نام سیدنا ہارون علیہ السلام کے بچوں کے نام پر رکھے ہیں جن کے نام شبر، شبیر اور مشبر تھے۔''[1]

سیدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما

یہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے، کہا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت حبشہ کی، اس دوران ان کے ہاں ایک ساقط بچہ پیدا ہوا، اس کے بعد ان کے ہاں ایک دوسرا بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا اسی کے نام پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

[1] صحیح، مسند أحمد: ٧٦٩؛ صحیح ابن حبان: ١٥/ ٤١٠۔

کی کنیت ابو عبداللہ معروف ہوئی۔

جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ دو سال کا ہوا تو اس کی ناک پر ایک مرغ نے چونچ ماری جس سے ناک زخمی ہو گیا اور پھر وہ ناک کا زخم پھٹ گیا جس سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہو گئی اور اس کے بعد سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ ①

فتح الباری میں ہے کہ جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی گود میں اٹھایا اور فرمایا:

"اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءِ" ②

بلاشبہ اللہ اپنے رحم دل بندوں پر شفقت کرے گا۔

سیدنا علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما

یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق دو قول ہیں: ایک یہ کہ یہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ بلوغت کے بعد فوت ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔ ③

سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما

سیدہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ میدان کربلا میں اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں، گرفتاری کے بعد انہوں نے نہایت استقامت سے جملہ مصائب کو برداشت کیا اور اہل بیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی حضانت فرمائی اور اعدا اشقیا کو خوب جواب دیے، ان کے فرزند عدی بن عبداللہ بن جعفر بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ ④

---

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۳۰، ۲۹؛ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۵۱۔

② فتح الباری: ۳/ ۱۸۶۔ ③ فتح الباری: ۳/ ۱۸۶۔

④ رحمة للعالمین: ۱ / ۱۲۳، ۱۳۳۔

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا، چالیس ہزار درہم ان کا مہر تھا۔ ان کے بطن سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بچے زید اور رقیہ پیدا ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار سے ہوا تھا۔

زید بن عمر اسی دن فوت ہوئے تھے جس دن ان کی والدہ سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تھیں۔ بنو عدی کسی بات پر جھگڑ رہے تھے۔ زید ان میں صلح کرانے کے لیے نکلے، تاریکی شب میں ان کو شناخت نہ کیا گیا تو ایک شخص کی ضرب ان کے سر پر لگی چند دن بستر مرض پر رہ کر وفات پا گئے۔ ①

سیدہ رقیہ بنت علی رضی اللہ عنہا

بقول بعض یہ بھی اپنے بھائی محسن کی طرح بچپن ہی میں فوت ہو گئیں تھیں اس لیے ان کے حالات نہیں ملے۔ ②

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

سیدہ امامہ بنت ابی العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نواسی تھی، اس کی والدہ کا نام سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہے۔ اس کی دادی کا نام ہالہ بنت خویلد اور نانی کا نام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے۔

سیدہ امامہ چھوٹی عمر کی تھیں کہ جب انہوں نے اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ تا کہ رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں، اس کی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب فوت ہوئیں تو ابھی بہت چھوٹی عمر کی تھی۔ لیکن والدہ کی بیماری کے دوران اپنی چھوٹی عمر کے باوجود تیمارداری میں جتی رہی اور اس کے پہلو سے چمٹی رہی، یہ اپنی والدہ کی معصومانہ انداز میں دیکھ بھال کرتی رہی یہاں تک کہ ان کی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔

① رحمة للعالمین: ١/ ١٢٣، ١٣٣۔

② رحمة للعالمین: ١/ ١٢٣، ١٣٣۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی اس نواسی کی پرورش کی اور اسے آداب نبوت سے آشنا کیا۔ آپ بہت لاڈ پیار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اس کو گود میں لے کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر بٹھایا ہوا تھا۔ پھر آپ اپنے جائے نماز پر کھڑے ہو گئے۔ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا بدستور آپ کے کندھے پر تھی۔ اسی حالت میں آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر لی، ہم نے بھی آپ کی اقتدا میں اللہ اکبر کہا اور نماز شروع کی۔ جب رسول اللہ ﷺ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر بٹھا دیتے، پھر جب آپ رکوع اور سجدے سے فارغ ہوتے، پھر کھڑے ہوتے تو اسے اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔ آپ پوری نماز میں اسی طرح کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے۔ ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موتیوں کا ایک ہار تحفے میں آیا، آپ نے فرمایا:

«لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ»

''میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

تو ازواج مطہرات کہنے لگیں کہ یہ تو ابوقحافہ کی بیٹی (عائشہ) کو ملے گا۔

''فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ''②

آپ نے وہ ہار سیدہ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے گلے میں ڈال دیا، جب سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا بڑی ہوئیں تو ان کی شادی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی، ان کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق سیدنا مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی، سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باقی زندگی سیدنا مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی گزاری اور ان کے ہاں ہی وفات پائی۔ ان کے بطن اطہر سے کوئی اولاد نہ تھی۔ ③

① صحيح البخاري: ٥٩٩٦؛ صحيح مسلم: ٥٤٣۔ ② مسند أحمد: ٢٦٢٤٩۔
③ عيون الأثر: ٢/ ٣٧٩؛ سيرة أعلام النبلاء: ١/ ٣٣٥۔

رسول اللہ ﷺ کے داماد

نمبر شمار	نام	ولدیت	کنیت	نام زوجہ
1	سیدنا لقیط رضی اللہ عنہ	ربیع	ابو العاص	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
2	سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	عفان	ابو عبداللہ	سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما
3	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	ابو طالب	ابو الحسن	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدنا ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ

نام: لقیط یا مہشم یا ہشم

ولدیت: ربیع بن عبد العزیٰ

کنیت: ابو العاص

قبول اسلام: فتح مکہ سے چند روز قبل مدینہ میں اسلام قبول کیا۔

شادی: یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ کے بیٹے یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے، ان کے جوان ہوتے ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی۔

اولاد: زینب اور ابو العاص کی اولاد میں ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی امامہ تھی۔

وفات: ذوالحجہ ۱۲ھ کو وفات پائی۔

فضائل: اگرچہ ابو العاص کا عہد رسالت میں زیادہ زمانہ حالت کفر پر گزرا لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کی اور آپ ﷺ نے بھی ہمیشہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا۔①

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام: عثمان

ولدیت: عفان بن ابی العاص

کنیت: ابوعمرو، ابوعبداللہ

لقب: غنی، ذوالنورین

اعزاز: دوہرے داماد

قبول اسلام: آغاز اسلام میں ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مسلمان ہو گئے تھے۔

شادی: سب سے پہلے سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی ہوئی، پھر ان کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کی شادی اپنی دوسری بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دی اس طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے دوہرے داماد بنے اور ذوالنورین کا لقب پایا۔

شہادت: ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعۃ المبارک، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی۔②

فضائل: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی اس راستے سے ایک شخص آئے گا وہ جنتی ہے۔'' تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے۔③

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے کبھی گیت گایا نہ اس کی تمنا کی، جب سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تب سے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہیں چھوا اور جاہلیت کے

① الاصابة: ۷/ ۱۲۰۔ ② الاصابه: ٥٤٦٤؛ الاستيعاب: ١٧٩٧۔

③ فضائل الصحابة لاحمدبن حنبل: ٧٣٢۔

زمانے میں اور اسلام کے زمانے میں نہ کبھی شراب نوشی کی اور نہ زنا کے قریب گیا۔①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ فتنوں کا تذکرہ فرما رہے تھے کہ سامنے سے ایک آدمی گزرا تو نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''ایک موقع پر یہ نقاب پوش آدمی مظلوم ہونے کی حالت میں شہید ہو جائے گا۔'' میں نے جا کر دیکھا تو وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔②

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں لشکر اسلام کے لیے نوسو چالیس (۹۴۰) اونٹ اور ساٹھ گھوڑے فراہم کیے، ایک ہزار کی گنتی مکمل کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دس ہزار دینار (تقریباً ساڑھے پانچ کلو سونے کے سکے) نبی کریم ﷺ کی آغوش میں بکھیر دیے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں الٹتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں ضرر نہ ہوگا۔''③

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نام: علی

ولدیت: ابو طالب

کنیت: ابو الحسن اور ابو تراب

لقب: حیدر

قبول اسلام: لڑکوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

شادی: آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پہلی شادی ہوئی۔

وفات: رمضان المبارک ۴۰ھ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے، مسجد میں پہنچے تو عبدالرحمن بن ملجم خارجی جو مسجد میں چھپا ہوا تھا، نے آپ پر تلوار

---

① صحيح، حلية الأولياء: ١/ ٦١،٦٠۔ ② صحيح، مسند أحمد: ٥٣٥٩۔

③ سنن الترمذي: ٣٧٨٥؛ صحيح التوثيق، ص:٢٦۔

سے حملہ کر دیا، دو تین دِن آپ زندہ رہے لیکن اٹھارہ یا انیس رمضان المبارک کو جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، انتقال کے وقت بروایت صحیح عمر تریسٹھ سال تھی۔ مدتِ خلافت: ۴ سال ۹ مہینے۔

فضائل: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ اِلَى ثَلٰثَةٍ عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَسَلْمَانُ وَنِعْمَ الْجَزَاءُ» ①

''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان (رضی اللہ عنہم) اور یہ بہترین بدلہ ہے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون (علیہ السلام) کی موسیٰ (علیہ السلام) سے ہے اِلا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ②

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ» ③

''جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے۔''

نوٹ: لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ ④

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا:

«أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا» ⑤

''تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا:

''میں کل یہ پرچم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا جو اللہ

---

① صحیح الجامع: ۱۵۹۸۔ ② صحیح البخاری: ۳۷۰۶؛ صحیح مسلم: ۳۰/ ۲۴۰۴۔ ③ صحیح، سنن الترمذی: ۳۷۱۳۔

④ القاموس الوحید، ص: ۱۹۰۰۔ ⑤ صحیح البخاری: ۲۶۹۹۔

اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔''
سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ کل کسے پرچم عطا ہوتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور ہر ایک اس پرچم کے ملنے کا خواہش مند تھا، آپ نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہے؟'' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس آدمی بھیج کر انہیں بلاؤ۔'' چنانچہ انہیں بلایا گیا تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر ان کے لیے دعا کی تو وہ ایسے تندرست ہو گئے گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی تو آپ نے انہیں پرچم دے دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا:

> ''تم سیدھے جا کر ان کے میدان میں اتر پڑو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور اسلام میں اللہ کے جو حقوق ان پر واجب ہوں گے وہ بتاؤ، اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا کسی کو (اسلام کی طرف) ہدایت فرما دینا تمہارے لیے سرخ (عمدہ) اونٹوں سے بہتر ہے۔''[1]

[1] صحيح البخاري: ٢٩٤٢؛ سنن أبي داود: ٣٦٦١۔

رسول اللہ ﷺ کے سسر

(نسبتی والد)

① خویلد بن اسد

یہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ ﷺ کے پہلے سسر ہیں، ان کا نسب یہ ہے: خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔ قصی پر ان کا نسب رسول اللہ ﷺ کے نسب کے ساتھ جا ملتا ہے۔ آپ کے سسر خویلد اپنی قوم میں اعلیٰ مرتبے کے انسان تھے، مکہ معظّمہ ہی رہے تھے، انھوں نے بنو عبدالدار بن قصی سے باہمی تعاون کا معاہدہ کر رکھا تھا۔

خویلد بہت بڑے تاجر تھے، حرب فجار کی لڑائی میں مارے گئے تو کاروبار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنبھال لیا۔ ①

② زمعہ بن قیس

یہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ ﷺ کے سسر ہیں، آپ قریش کے مشہور قبیلہ عامر بن لوی سے ہیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے لیے بھیجا تو زمعہ نے نہ صرف قبول کیا بلکہ خود نکاح پڑھایا اور چار سو درہم حق مہر مقرر کیا۔

---

① طبقات بن سعد: ٨/ ١٤۔ ② مجمع الزوائد: ١٥٧٨٦۔

③ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ غار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے سسر بھی ہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعلق قریشی قبیلہ بنو تمیم سے تھا۔ ان کا سلسلہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں پشت میں مرّہ بن کعب پر جا ملتا ہے۔ ان کا اصل نام عبدالکعبہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عبداللہ'' نام رکھا۔ معراج نبوی کی تصدیق کرنے پر ان کا لقب ''صدیق'' پڑا۔ آزاد مردوں میں انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ اصحاب نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور صاحب غار کہلائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین وانصار نے ان کی خلافت پر بیعت کی۔ انہوں نے جزیرہ نمائے عرب سے فتنۂ ارتداد کا استیصال کیا۔ ان کے عہد میں ایرانیوں اور رومیوں کے مقابلے میں فتوحات حاصل ہوئیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سوا دو سال کی خلافت کے بعد ۲۳ جمادی الاخری ۱۳ھ کو فوت ہوئے۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ طَيْرَ الْجَنَّةِ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَرْعىٰ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ))

''بیشک جنتی پرندہ بختی (عمدہ) اونٹوں کی طرح ہے اور جنت کے درخت چر رہا ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ پرندہ تو بہت عمدہ اور اچھا ہوگا۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا:

((اَكَلَتُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا))

''اس کو کھانے والے اس سے بھی اچھے ہونگے۔''

---

① اٹلس سیرت نبوی، ص: ۳۵۷، ۳۵۸؛ اسد الغابہ: ۶/ ۳۴؛ الاصابہ: ۹۶۳۶؛ الاستیعاب: ۲۹۱۷۔

پھر فرمایا:

«وَاِنِّي لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَاْكُلُ مِنْهَا يَااَبَابَكْرٍ» ①

''اے ابوبکر! مجھے امید ہے کہ تو بھی اس کو کھانے والوں میں سے ہوگا۔''

④ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر و مشیر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے سسر بھی ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص ہے، آپ انتہائی دلیر، شجاع اور بہادر انسان تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد ہم مسلمان ہمیشہ غالب رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل آدمی کون ہے؟ انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں۔ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، ایک عورت محل کے گوشہ میں وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ کہا گیا: عمر کا، تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کے اندر داخل ہو کر دیکھوں لیکن مجھے ان کی غیرت کا خیال آ گیا تو میں پیچھے ہٹ آیا۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا: اے رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟ ③

آپ اس قدر ہیبت، وجاہت اور رعب والے تھے کہ آپ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل جاتا تھا۔ آپ پر ماہ ذوالحجہ کی ۲۶ تاریخ کو نماز پڑھاتے ہوئے قاتلانہ حملہ ہوا جس

① مسند أحمد: ۳/ ۲۲۱؛ صحیح۔ ② تهذيب الكمال: ۲۱/۳۲۵۔
③ صحیح البخاري: ۳۶۷۹۔

سے آپ شدید زخمی ہو گئے، بالآخر یکم محرم ۲۴ھ کو شہادت پا گئے۔ ①

⑤ سیدنا خزیمہ بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ ام المؤمنین سیدہ زینب کے والد محترم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچویں سسر ہیں۔ آپ کا نسب یہ ہے: خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن خنیس بن غیلان الہلالی۔ ان کا ایک بیٹا ابن ابی خیثمہ تھا۔ ②

⑥ ابوامیہ حذیفہ بن مغیرہ

یہ ام المومنین سیدہ ہند ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹے سسر ہیں۔ بعض نے ابوامیہ کا نام سہیل بن مغیرہ ذکر کیا ہے۔ ابوامیہ مکہ کے معروف سخی لوگوں میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابوامیہ کسی سفر میں ہوتا تو سارے قافلے کا خرچہ خود اٹھاتا تھا۔

حجر اسود کے نصب کرنے کے لیے قریش کی باہمی جنگ کا خطرہ بڑھتا جا رہا تھا۔ چار دن تک صورتِ حال بہت کشیدہ رہی، بالآخر انہوں نے یہ مسئلہ باہمی مشاورت سے حل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لیے وہ مسجد الحرام میں جمع ہو گئے۔ ابو امیہ بن مغیرہ قریش میں سب سے عمر رسیدہ اور دانا سردار تھا۔ ③

اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا: اے قریش کی جماعت! تم لوگوں میں جس معاملے میں اختلاف ہو گیا ہے، اس کا فیصلہ کرنے کے لیے اس شخص کو اپنا حَکَم بنا لو جو سب سے پہلے مسجد کے باب بنوشیبہ سے داخل ہو۔ ابوامیہ کی یہ رائے سب کو پسند آئی اور اس پر اتفاق ہو گیا۔ ④

---

① اسد الغابہ، ٤/ ١٣٨؛ البیهقی فی السنن الکبریٰ: ٧/ ٣٨٨،٣٨٩۔

② اسدالغابة: ١٤٥١۔ ③ أسد الغابة: ٥/ ٤٥٣؛ الإصابة: ٨/ ٤٠٤۔

④ السیرة لابن اسحاق :١/ ١٥٥،١٥٤؛ الطبقات لابن سعد: ١/ ١٤٦۔

⑦ جحش بن رئاب

یہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں، جحش خاندان قریش کے فرزند ہیں۔ جحش کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ سے بھی ہوا تھا، اس طرح جحش سسر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے پھوپھا بھی تھے۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے پڑھایا۔ ①

⑧ سیدنا حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔

آپ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے، غزوۂ بنو مصطلق میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا قیدی بن کر آئیں تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میری بیٹی کو قیدی نہ رکھیں بلکہ میں انھیں سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خرید کر آزاد کرنا چاہتا ہوں، آپ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا: ''فدیہ لے کر آزاد کر دو۔'' سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے آزاد ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا پسند کیا، آپ نے ان سے نکاح کر لیا، پھر آپ کے والد سیدنا حارث رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ②

⑨ سیدنا ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ (رملہ) رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں، آپ مکہ کے سردار تھے۔

آپ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ہیں۔ واقعۂ فیل سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ جاہلیت میں سرداران قریش میں شمار ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور غزوۂ حنین میں شریک رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمتوں میں سے انہیں ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا کی۔ غزوۂ طائف میں آپ کی آنکھ پھوڑ دی گئی تھی، پھر اسی طرح

① الاصابة: ١١١٠۔ ② الروض الأنف: ٧/ ٥٦٤۔

رہے حتی کہ یرموک کے دن دوسری آنکھ کو پتھر لگا تو نابینے ہو گئے۔ ۳۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی، امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔①

⑩ حیی بن اخطب

یہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد، قبیلہ بنو نضیر کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ یہ ہارون کی اولاد میں سے تھے جب بنو نضیر اور بنو قریظہ نے بدعہدی کی تو اس کی سزا میں حیی بن اخطب کو قتل کر دیا گیا، قتل سے پہلے اس نے بیان دیا کہ اے محمد! آپ کو رسوا کرنے والا خود رسوا ہو جائے گا۔②

⑪ حارث بن حزن ہلالی

یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے والد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ حارث کو یہ فخر حاصل تھا کہ اس کے تمام داماد اعلیٰ مقام و مرتبہ والے تھے مثلاً: سیدنا ابو بکر، حمزہ، عباس، جعفر طیار، علی، شداد رضی اللہ عنہم وغیرہ سب ان کے داماد تھے۔③

① سير أعلام النبلاء: ٢/ ١٠٥۔١٠٧؛ عمدة القاري: ١/ ٧٩۔

② جوامع السيرة: ١/ ١٤٨۔ ③ الاستيعاب: ٤/ ١٩١٥۔

رسول اللہ ﷺ کی ساسیں

(نسبتی مائیں)

رسول اللہ ﷺ کی گیارہ ساسوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

① فاطمہ بنت زائدہ

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی والدہ کا مکمل نسب نامہ یہ ہے: فاطمہ بنت زائدہ بن اصم (جندب) بن مقرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر عامر یہ قرشیہ۔[1]

یہ رسول اللہ ﷺ کی پہلی بیوی کی ماں اور آپ کی ساس تھیں۔

② شموس بنت قیس

یہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ ہیں۔ گویا یہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیوی کی والدہ یعنی آپ کی دوسری ساس تھیں۔

③ سیدہ (ام رومان) زینب بنت عامر رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اور رسول اللہ ﷺ کی ساس سیدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ ان کا مسلمان خواتین میں بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا۔ یہ اپنے پہلے خاوند حارث بن سخبرہ کے ہمراہ مکہ معظمہ آئی تھیں اور وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا یہ ظہور اسلام سے پہلے کی

① اسد الغابۃ: ٥/ ٢٦٠؛ الروض الأنف: ١/ ٣٢٧۔

بات ہے۔ ان کا خاوند حارث فوت ہو گیا تو عدت پوری ہونے کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔

ہجرت کے وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کو روانہ ہو گئے تھے اور آپ کا خاندان مکہ میں مقیم رہا۔ مدینہ پہنچے تو وہاں سے سیدنا زید بن حارثہ اور ابورافع رضی اللہ عنہما مستورات کو لانے کے لیے بھیجے گئے، سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا بھی ان ہی کے ہمراہ مدینہ آئیں۔ ۹ھ یا اس کے بعد وفات پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی، انہوں نے دو نکاح کیے تھے۔ پہلے شوہر کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ان سے دو بچے سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی جب کہ میری عمر چھ سال تھی، پھر ہم مدینہ منورہ آ گئے۔ ہم بنو حارث بن خزرج کے ہاں فروکش ہوئے، مجھے بخار ہو گیا۔ میرے سر کے بال جھڑ گئے۔ پھر میرے سر پر بال پورے آ گئے تو ایک روز میں جھولا جھول رہی تھی کہ میرے پاس میری والدہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں۔ میرے ساتھ میری سہیلیاں کھیل رہی تھیں۔ انہوں نے مجھے اونچی آواز سے بلایا میں ان کے پاس گئی میں نہیں جانتی تھی کہ امی جان کے کیا ارادے ہیں؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ میرا سانس پھولا ہوا تھا، پھر مجھے سانس لینے میں قدرے آسانی محسوس ہونے لگی تو میری امی جان نے میرا منہ دھویا اور میرے سر کے بال اپنے ہاتھ سے درست کیے اور مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا۔ گھر میں انصار کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی خیر و برکت کی دعا دی اور مجھے اچھے نصیب والی قرار دیا۔ انہوں نے مجھے دلہن کا روپ دیا، پھر میری رخصتی عمل میں آئی۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔[2]

113

[1] الاصابة: ٤/ ٤٥٠، ٨/ ٣٩١۔ [2] صحیح البخاری: ٣٨٩٤۔

④ زینب بنت مظعون

یہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی والدہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔

⑤ ہند بنت عوف

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں ساس ہیں۔

⑥ عاتکہ بنت عامر

یہ ام المومنین سیدہ ہند بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، ہند ام سلمہ کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں، ان کا تعلق بنوفراس سے ہے۔

⑦ امیمہ بنت عبدالمطلب

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس کے ساتھ ساتھ یہ آپ کی سگی پھوپھی بھی ہیں۔

⑧ ام جویریہ

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہیں۔ جن سے آپ کا نکاح ۵ ہجری ماہ شعبان میں ہوا تھا۔

⑨ صفیہ بنت ابی العاص

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ (رملہ) رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نویں ساس ہیں۔

⑩ برہ بنت سموال

یہ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی والدہ، قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس ہیں۔ بعض نے ان کا نام ضرہ بھی لکھا ہے۔

⑪ ہند بنت عوف

یہ ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث بن حزن ہلالی رضی اللہ عنہا کی والدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہویں اور آخری ساس ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند بنت عوف کی بیٹی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ذو القعدہ ۷ ہجری میں مقام سرف پر نکاح کیا تھا۔

ہند کی ایک بیٹی ام فضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور ان کی چھوٹی بیٹی صغریٰ ولید بن مغیرہ کی بیوی اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

نوٹ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساسوں کی فہرست طبقات ابن سعد، عیون الاثر، سیر اعلام النبلاء، الرحیق المختوم، الاصابہ، اسد الغابہ سے ازواج مطہرات کے بیان سے تیار کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سالے (نسبتی بھائی)

① عوام بن خویلد

یہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، عشرہ مبشرہ میں شامل معروف صحابی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ انہی کے بیٹے ہیں، ان کی شادی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔

② حزام بن خویلد

یہ بھی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

③ نوفل بن خویلد

یہ بھی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے سالے ہیں۔ان کے بڑے بیٹے ورقہ بن نوفل تھے جو سابقہ کتب سماویہ کے عالم تھے، پہلی وحی کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو انہی کے پاس لے کر گئی تھیں۔

④ مالک بن زمعہ

یہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا تھا۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وفات پائی۔ان سے عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔

ان کی ماں قریبہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا گھرانہ روسائے قریش میں سے تھا، اس لیے دوسرے روسائے قریش کی طرح ان کے والد زمعہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے، بدر میں مشرکین کے جتھے میں تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ①

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا زمانہ متعین نہیں، غالباً فتح مکہ سے کچھ دنوں قبل یا اس کے بعد مشرب بہ اسلام ہوئے۔ فضل وکمال کے لحاظ سے کوئی خاص بات ان کے متعلقہ نہیں ہے، لیکن کاشانۂ نبوی کی آمدورفت کی وجہ سے چند حدیثیں ان کے کانوں میں پڑی رہ گئی تھیں، اس لیے ان کی مرویات سے حدیث کی کتابیں یکسر خالی نہیں ہیں، ان میں ایک حدیث متفق علیہ ہے، عروہ بن زبیر کے علاوہ ابوبکر بن عبدالرحمن نے بھی ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ②

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے، اس رشتے سے کاشانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت آیا جایا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مدینہ ہی میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں انہوں نے ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی تھی۔

۳۵ھ میں جنگ دار میں یا یزید کے عہد حکومت میں حرہ کے واقعہ میں مارے گئے، کافی اولاد تھی، ان میں کثیر بن عبداللہ اور یزید بن عبداللہ حرہ کے واقعہ میں کام آئے۔ ③

⑥ عبدالرحمن بن زمعہ

یہ بھی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

⑦ سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے حدیبیہ کے سال

① اسد الغابہ: ۳/ ۱٦٤۔ ② الاستیعاب: ۱/ ۳٦٦۔

③ الاصابہ: ٤/ ۷۱۔

اسلام لائے۔ بہت بہادر اور شجاعت والے تھے۔ یزید کے عہد میں مکہ میں فوت ہوئے۔①

⑧ سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، ہجرت کے موقع پر اہم کردار ادا کیا۔ دن بھر مکہ کی خبریں لیتے اور رات کو غار میں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچاتے تھے۔ طائف کی جنگ میں تیر لگا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے شوال ۱۱ ہجری کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔②

⑨ محمد بن ابی بکر

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، حجۃ الوداع کے موقع پر مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر کے گورنر رہے اور وہیں درجہ شہادت پایا۔③

⑩، ⑪ زید اکبر بن عمر بن خطاب و زید اصغر بن عمر بن خطاب

یہ دونوں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں، اس طرح یہ رسول اللہ ﷺ کے سالے ہوئے۔ زید اکبر کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت علی تھا۔

⑫ عاصم بن عمر بن خطاب

یہ بھی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں۔

معیقیب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ دوپہر کے وقت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا، میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے عاصم کو آواز دے رہے تھے، پھر مجھ سے کہا: تمہیں معلوم ہے

---

① الاصابة:٤/ ٢٧٤۔ ② الاصابة: ٤/ ٢٤۔ ③ الاستيعاب: ٣/١٣٦٦۔

کہ اس نے کیا کیا ہے؟ یہ عراق گیا اور وہاں کے لوگوں کو اس بات کا حوالہ دیا کہ میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں، اس نے لوگوں سے خرچ مانگا اور انہوں نے محض میری وجہ سے اسے برتن، چاندی، مختلف سامان اور تلوار دی ہے، عاصم نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں تو اپنے لوگوں کے پاس گیا تھا اور انہوں نے یہ سب کچھ مجھے بغیر کسی طلب کے دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معیقیب! اس سے لے لو اور مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروا دو۔ ①

۶ ہجری میں ان کی پیدائش ہے۔ ان کی والدہ کا نام جمیلہ ہے۔ ②

⑭ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

یہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں۔ آپ زاہد اور پختہ علم والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں۔ صغر سنی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت بھی کی۔ پہلی مرتبہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔ ۷۳ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور ذی طویٰ نامی جگہ میں دفن ہوئے۔ ③

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وظائف تقسیم کرتے تھے اور حسب ونسب، نیز سبقت الی الاسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض کو بعض پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ آپ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا وظیفہ چار ہزار مقرر کیا اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تین ہزار۔ انہوں نے کہا: ابا جان! آپ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو چار ہزار اور مجھے تین ہزار کیوں دیا؟ اس کے باپ میں کون سی خوبی تھی جو آپ میں نہیں ہے اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ میں کون سی اچھائی ہے جو مجھ میں نہیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے والد تمہارے باپ کے مقابلہ میں اللہ کے رسول کے زیادہ محبوب نظر تھے اور خود سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔ ④

---

① عصر الخلافة الراشدة العمري، ص: ۲۳۶؛ سیدنا عمر بن خطاب شخصیت اور کارنامے، ص: ۲۲۴۔ ② تاریخ الطبری: ۲/ ۱۲۶۔ ③ الاصابہ: ۶۲۵۰؛ الاستیعاب: ۱۷۳۸۔
④ مستدرك للحاكم: ٦٣٦٧۔

⑭، ⑮، ⑯ عبدالرحمن اکبر، عبدالرحمن اوسط، عبدالرحمن اصغر بن عمر بن خطاب

یہ سب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، عبدالرحمن اکبر سگے بھائی ہیں اور باقی دونوں باپ کی طرف سے ہیں اور سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں، عبدالرحمن اصغر کی والدہ کا نام لہیہ یمنی تھا۔

⑰ عبیداللہ بن عمر

یہ بھی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ملیکہ بنت جرول تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔[1]

⑱ عیاض بن عمر

یہ بھی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں، ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت زہد ہے۔[2]

⑲ سیدنا ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سچے مسلمان تھے، کتب احادیث میں ان کی مرویات موجود ہیں۔

⑳ عبداللہ بن ابی امیہ (سہیل)

یہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ (ہند) رضی اللہ عنہا کے بھائی اور ابوامیہ سہیل بن مغیرہ کے بیٹے ہیں۔ ان کے بیٹے مصعب نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

---

① تاریخ الطبری: ۲/ ۵٦٤۔ ② الکامل فی التاریخ: ۲/ ۲۱۲؛ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۹۱؛ البدایۃ والنہایۃ: ۷/ ۱٤٤، ٦/ ۳۵۳۔

㉑ زہیر بن ابی امیہ

یہ غیر معروف ہیں۔

㉒ عامر بن ابی امیہ

عامر مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔

㉓ سیدنا عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ

عبداللہ پہلے دشمن اسلام تھے، پھر فتح مکہ سے قبل اسلام میں داخل ہو گئے۔ غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ حنین اور طائف میں شریک ہوئے۔ طائف میں جام شہادت نوش کیا۔

㉔ سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ

یہ بھی زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، ان کا اصل نام ولید تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مہاجر رکھا تھا۔[1]

غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک تھے، بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سفارش پر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو حارث بن عبد کلال الحمیری کی طرف سفیر بنا کر یمن روانہ کیا تھا۔[2]
سیدنا حارث بن عبد کلال رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے، ان کے ساتھ کئی یمنی باشندے بھی مسلمان ہو گئے۔ اس طرح سیدنا مہاجر رضی اللہ عنہ ایک کامیاب سفیر ثابت ہوئے۔[3]

㉕ سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔
عبداللہ نام، ابومحمد کنیت، والد کا نام جحش اور والدہ کا نام امیمہ تھا، جو آپ کی پھوپھی

---

① الإصابة: ٣/ ٤٦٥؛ أسد الغابة: ٤/ ٤٢٢۔ ② سيرة ابن هشام: ٤/ ٢٧٩۔
③ أسد الغابة: ٣/ ٣٦٨۔

تھیں، سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے ابتدا ہی میں داعی اسلام کو لبیک کہا تھا، اس وقت آپ سیدنا ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں پناہ گزین نہ ہوئے تھے۔

مشرکین قریش کے دست تظلم سے یہ خاندان بھی محفوظ نہ تھا، انہوں نے دو دفعہ سرزمین حبش کی طرف ہجرت فرمائی، آخری سفر میں تمام خاندان یعنی ان کے دو بھائی: ابواحمد، عبیداللہ اور تین بہنیں: زینب، ام حبیبہ، حمنہ بنت جحش اور عبیداللہ کی بیوی سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔[1]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں کہا: اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا مانگی:

اے میرے رب! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال ہو۔ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کردوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔ 122

ان کی دعا پر سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

پھر سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی:

میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلے کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو بھی۔ میں تیرے لیے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے، پھر وہ مجھے پکڑے میری ناک بھی کاٹ دے، میرے کان بھی کاٹ دے، جب میں کل روز قیامت تجھ سے ملوں تو تو پوچھے کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے تھے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے، تو تو کہے: ہاں! تو سچ کہتا ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ ان کی دعا میری دعا سے بہتر رہی۔ میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔[2]

---

[1] صحیح، مستدرك للحاكم: ٢/ ٧٦، ٧٧؛ حلية الأولياء: ١/ ١٠٩۔

[2] اسد الغابہ: ٣/ ١٣١۔

⑳ عبیداللہ بن جحش

یہ بھی ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بھی ہیں۔ آپ کی پھوپھی عبداللہ اور عبیداللہ کی والدہ کا نام امیمہ تھا۔

عبیداللہ ہجرت حبشہ میں شامل تھا، اس کی شادی سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی، وہ حبشہ میں عیسائی ہو گیا اور وہیں فوت ہوا، پھر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروا دی تھی۔

㉗ سیدنا ابواحمد (عبد) بن جحش رضی اللہ عنہ

یہ بھی ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تھا اور آسمانی نکاح کے بعد ظاہری نکاح انہوں نے ہی پڑھایا تھا، یہ ہجرت حبشہ میں بھی شامل تھے۔ [1]

㉘ سیدنا عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں، یہ اپنے قبیلے بنو مصطلق کے قیدیوں کو چھڑوانے کے لیے فدیہ لے کر آئے تھے مگر فدیہ کے اونٹ اور لونڈیاں مدینہ سے باہر چھپا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور قیدیوں کے بارے میں بات کی، آپ نے کہا: ''جو سامانِ فدیہ ساتھ لائے ہو وہ کدھر ہے؟'' اس نے کہا: میں تو سامان لایا ہی نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تو فلاں جگہ چھپا کر آیا ہے۔'' اسی بات کو سن کر یہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

㉙ سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، عمرو بن حارث بن مصطلق خزاعی کوفی

[1] اسد الغابة: ١٣٨٠۔

ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کے نسبتی بھائی ہیں، یہ اکثر روایات سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں سے بیان کرتے ہیں اور ان سے بیان کرنے والوں میں ابواسحاق، ابووائل وغیرہ ہیں، ان کی روایات مغازی، زکاۃ اور وصایا کے متعلق ہیں۔

ابواسحاق عمرو بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے نسبتی بھائی سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے جو (ام المومنین) سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد سوائے اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کے جسے آپ وقف کر گئے تھے نہ کوئی درہم چھوڑا تھا نہ دینار نہ غلام نہ باندی اور نہ کوئی چیز۔ [1]

(۳۰) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ (رملہ) رضی اللہ عنہا کے بھائی، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ سردار مکہ کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے سالے ہیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ کا شجرہ نسب پانچویں پشت پر رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ ان کا خاندان بنوامیہ زمانہ جاہلیت سے قریش میں معزز و محترم مانا جاتا تھا۔ وہ قبول اسلام کے بعد حنین اور طائف کے غزوات میں شریک رہے اور اسی زمانے میں کتابت وحی کے جلیل القدر منصب پر فائز ہوئے۔ خلافت فاروقی میں وہ دمشق کے حاکم رہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی تجربہ کاری کے پیش نظر انہیں سارے شام کا والی بنا دیا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے مدبر، کامیاب سیاستدان اور لائق منتظم تھے۔ انہوں نے ملک کے تمام اہم مرکزوں میں قلعے اور چھاؤنیاں قائم کیں۔ ان قلعوں کے علاوہ مستقل شہر آباد کیے، انہوں نے اسلامی بیڑے کو ترقی دی اور مصر و شام کے ساحلی علاقوں میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کیے۔

[1] صحیح البخاری: ۲۷۳۹۔

آپ بیس سال مسند خلافت پر متمکن رہے۔

سیدنا عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ)) ①

''اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوْا)) ②

''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان (مجاہدین) کے لیے (جنت) واجب ہے۔''

یہ جہاد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا۔③

اور اس جہاد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔④

امام معافی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ کسی کو بھی برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے صحابی، ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین تھے۔⑤

انہوں نے رجب ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳۱) سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

یہ بھی ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے بنے۔ ابو خالد کنیت اور الخیر لقب تھا۔ بہت نیک اور صالح تھے، غزوۂ حنین میں شریک

① حسن، مسند أحمد: ٤/ ١٢٧، ١٧١٥٢؛ صحيح ابن خزيمة: ١٩٣٨۔

② صحيح البخاري: ٢٩٢٤۔ ③ صحيح البخاري: ٦٢٨٢، ٦٢٨٣۔

④ صحيح البخاري: ٢٧٩٩، ٢٨٠٠۔

⑤ تاريخ بغداد: ١/ ٢٠٩؛ تاريخ دمشق: ٦٢/ ١٤٣۔

تھے، رسول اللہ ﷺ نے بنی فراس کا امیر مقرر کیا تھا۔ کاتبین وحی میں سے تھے۔ دمشق میں ۱۸ ہجری کو وفات پائی۔

۳۲ حنظلہ بن ابی سفیان

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ (رملہ) رضی اللہ عنہا کا بھائی اور ابوسفیان کا بیٹا تھا، کفار کی طرف سے غزوۂ بدر میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کا شمار بھی رسول اللہ ﷺ کے سالوں میں ہوتا ہے۔

۳۳ عمرو بن ابی سفیان

یہ بھی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے۔ غزوۂ بدر میں کفار کی طرف سے شریک ہوا۔ قیدی بن کر آیا تھا۔ پھر سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان سیدنا سعد بن نعمان رضی اللہ عنہ کو قیدی بنا لیا اور بدلے میں اپنے بیٹے کو چھوڑنے کا مطالبہ کیا اور اسے رہا کر دیا گیا، بدری قیدیوں میں مسلمان ہونے والوں میں اس کا نام نہیں آتا۔ اس لیے یہ حالت کفر میں ہی فوت ہو گیا۔

نوٹ: نبی کریم ﷺ کے نسبتی بھائی (سالوں) کی فہرست رحمۃ للعالمین، طبقات ابن سعد، عیون الاثر، سیر أعلام النبلاء، الرحیق المختوم، الاصابہ اور اسدالغابہ سے ازواج مطہرات کے بیان سے تیار کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نسبتی بہنیں (سالیاں)

① سیدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن خویلد بن اسد بن عبدالعزی کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی سالی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ یہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد تک زندہ رہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جایا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مدینہ میں آئیں تو آپ نے انھیں بے حد عزت دی، ان کا نکاح ربیع بن عبدالعزی سے ہوا۔ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس نام ابوالعاص رکھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس بھانجے کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی سیدہ زینب بنت محمد کی شادی کر دی۔ ①

② رقیقہ بنت خویلد

یہ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور خویلد کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام بھی فاطمہ بنت زائدہ ہے۔

ان کی ایک بیٹی سیدہ امیمہ بنت عبد رضی اللہ عنہا جو کہ صحابیہ ہیں۔ ②

③ بریرہ بنت زمعہ

یہ ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور بدری صحابی سیدنا معبد بن وہب بن عبدالقیس العبری رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سالی لگتی ہیں۔ ان کا تعلق قریش کے قبیلہ عامر بن لوی سے تھا۔ بعض نے ان کا نام ہریرہ نقل کیا ہے۔ ③

---

① أسد الغابة: ٧٣٣٢۔ ② الاصابة: ١٠٨٥٥۔ ③ عیون الأثر: ٢/ ٢٢٩۔

④ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں، یہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں یہ مکہ میں ایمان لانے والے قدیم مسلمانوں میں سے تھیں۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ۷۳ ہجری میں اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شہید کیے جانے کے تقریباً ایک ماہ بعد مکہ میں وفات پائی، اس وقت ان کی عمر تقریباً سو برس تھی۔ ①

⑤ ام کلثوم بنت ابی بکر

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ ام کلثوم کے ساتھ طلحہ بن عبیداللہ نے شادی کی، ان کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بعد ہوئی۔ اس لیے یہ صحابیہ نہیں تھیں۔ ②

⑥ رقیہ بنت عمر بن خطاب

یہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی ہیں۔ ③

⑦ زینب بنت عمر

یہ بھی ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، زینب کی والدہ کا نام نکیہہ تھا جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ام ولد تھیں۔ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں۔ ④

⑧ فاطمہ بنت عمر

یہ بھی ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن ہیں، فاطمہ کی والدہ کا نام ام حکیم بنت حارث بن ہشام ہے۔ ⑤

---

① سیرة ابن هشام: ٣٤؛ اسدالغابه: ٧/ ٧۔

② طبقات ابن سعد: ٨/ ٤٦٢۔ ③ الاستیعاب: ٤٢٠٣۔

④ تاریخ الطبری: ٥/ ١٩٢۔ ⑤ البدایة والنهایة: ٧/ ١٤٤۔

⑨ سیدہ صفیہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

یہ بھی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک تھیں۔ ①

⑩ سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب ہے، گویا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی بھی ہیں اور پھوپھی زاد بہن بھی ہیں۔ ان کی شادی صحابی رسول سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ ۳ ہجری غزوۂ احد میں بھی شریک تھیں اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی تھیں۔ آپ ۲۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔ ②

⑪ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن اور سالی بھی ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں اسلام قبول کیا۔ صحابی رسول سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔ ③

⑫ سیدہ عمرہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور اسی وجہ سے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالیوں میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان سے ایک حدیث مروی ہے:

((الدُّنْیَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ)) ④ ''یہ دنیا تو سرسبز میٹھی ہے۔''

⑬ سیدہ زینب بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن، سردار قریش سیدنا ابوسفیان صخر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں۔ ⑤

---

① اسد الغابة: ٦٩٧٠۔ ② الاستیعاب: ٣٣٠٢۔ ③ اسد الغابة: ٧٤٠٨۔
④ الاستیعاب: ٤٠٣٨۔ ⑤ اسد الغابة: ٦٩٦٥۔

⑭ سیدہ عزہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اسی بہن کے لیے کہا تھا کہ آپ اس سے شادی کر لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ میری سالی ہے اور دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا۔''①

⑮ سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، ان کا نام لبابہ تھا، یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ بھی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی بھی ہیں۔

آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف لاتے تھے اور قیلولہ کیا کرتے تھے۔ یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی جو آخری نماز پڑھائی اس میں سورۂ مرسلات پڑھی تھی۔ ۱۳۰ احادیث روایت کی ہیں۔②

⑯ لبابہ صغریٰ بنت حارث

یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں۔ ان کا اصل نام عصماء بنت حارث تھا۔ لبابہ صغریٰ کے نام سے معروف ہوئیں، ان کے اسلام لانے میں اشکال ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔③

⑰ سیدہ سلمی بنت عمیس رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کی طرف سے بہن ہیں، ان کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

① الاستیعاب: ۴۰۳۳۔ ② الاستیعاب: ۴/ ۱۹۵۰۔

③ الإصابة: ۷/ ۵۲۵؛ تهذيب التهذيب: ۱۲/ ۴۷۶۔

کی سالی ہونے کا شرف حاصل ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہنوں کو مومنہ قرار دیا۔ آپ نے فرمایا: ''ام فضل، میمونہ، سلمٰی اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہن

«إِنَّ الْأَخَوَاتِ مُؤْمِنَاتٌ» [1]

''بلاشبہ یہ بہنیں مومنہ ہیں۔''

(۱۸) سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ام فضل لبابہ سگی بہنیں ہیں، جبکہ سلمٰی اور اسماء بنت عمیس ماں کی طرف سے ان کی بہنیں ہیں۔ [2]

(۱۹) سیدہ سیرین رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کی ام ولد سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ شاہ مقوقس نے ان دونوں سیدہ سیرین اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تو آپ نے نکاح کر لیا اور سیدہ سیرین رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کروا دی۔ جن سے عبدالرحمن بن حسان پیدا ہوئے۔ اسی بنا پر یہ آپ کی سالی بھی لگتی ہیں۔ [3]

---

(1) سنن النسائی: ۲۸۱؛ مستدرك للحاكم: ٤/ ۳۲؛ الاستيعاب: ٤/ ۳۲۰۔ (2) طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۳۸؛ الاستيعاب: ٤/ ۳۲۰۔

(3) طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۵۵۔

رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف

① سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

یہ نبی کریم ﷺ کی سالی سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے شوہر ہیں، وہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، اس طرح سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آپ کے ہم زلف بنے۔

سیدنا ابوعبداللہ زبیر بن عوام بن خویلد رضی اللہ عنہ کا لقب حواریِ رسول، والد کا نام العوام اور والدہ کا نام (جو نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں) سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھا، آپ سولہ برس کی عمر میں نورِ ایمان سے منور ہوئے۔ معرکہ بدر میں زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج ملائکہ بھی اسی وضع میں آئے ہیں۔'' غزوۂ اُحد و خندق میں بھی بڑی جاں نثاری کے ساتھ شریک ہوئے۔ غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب جنگ جمل ہوئی تو آپ نے کنارہ کشی کرتے ہوئے واپس مدینہ کی راہ لی، لیکن راستے میں جبکہ آپ حالت سجدہ میں تھے عمرو بن جرموز نے غداری کر کے تلوار سے شہید کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر چونسٹھ برس تھی اور ۳۶ھ میں وفات پائی۔ ①

غزوۂ خندق میں ان کی کارکردگی اتنی بے مثال تھی کہ زبانِ رسالت مآب ﷺ سے انہیں حواریِ رسول کا خطاب مِلا۔

سخت سردی، طوفان، بادوباراں اور تاریکی میں کفار کی خبر لانے کے لیے جب آپ ﷺ نے تین مرتبہ پکارا کہ ''کون اس قوم کی خبر لائے گا؟'' تو انہوں نے ہر مرتبہ بڑھ کر عرض کی: میں۔ آپ نے خوش ہوکر فرمایا: ''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔'' ②

---

① الاستیعاب: ۲/ ۵۱۰ ـ ۵۱۶؛ حیاۃ الصحابۃ: ۳/ ۱۶۲ـ

② صحیح البخاری، الجھاد والسیر، باب ھل یبعث الطلیعۃ وحدہ: ۲۸۴۷ـ

نبی کریم ﷺ آپ کی جانبازی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کو فرمایا:

«فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ» ①

''اے زبیر! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔''

② سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں وہ ماں کی طرف سے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی سالی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے شوہر کے ہم زلف بن گئے۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنگ موتہ میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا، زخموں کی گنتی شروع کی تو میں نے ان کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم شمار کیے۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ان زخموں میں سے کوئی زخم بھی ان کی کمر پر نہ تھا۔ ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''میں نے جعفر بن ابی طالب کو جنت میں بادشاہ بن کر فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''جعفر جبرائیل اور میکائیل کے ہمراہ پرواز کر رہے ہیں، اس کے دو پر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دو ہاتھوں کے بدلے میں عطا کیے ہیں۔ ④

③ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

چونکہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا پہلے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں ان کی شہادت

---

① مسند أحمد: ۱۳۴۹۔ ② اسد الغابہ: ٤/ ٧٥۔

③ صحيح البخاري، المغازي باب غزوة موتة من ارض الشام: ٤٢٦٠۔

④ المستدرك الحاكم: ٣/ ٤٩٣٥، ٢١٠، ٢٠٩؛ حسن، طبرانی کبیر: ٢/ ١٤٦٧، ١٠٧۔

کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بن گئے جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی ہیں۔ ①

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکر کو بنا تا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔'' ②

④ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تھا۔ اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی سے شادی کی وجہ سے آپ کے ہم زلف بن گئے، جبکہ آپ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی وجہ سے داماد رسول کا شرف بھی حاصل کر چکے تھے، آپ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے شادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کی۔ ③

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی ہیں۔ آپ کے بھائیوں میں طالب، سیدنا عقیل اور جعفر رضی اللہ عنہما تھے جو آپ سے بڑے تھے۔ چاروں بھائیوں کی عمروں میں دس دس سال کا فاصلہ تھا۔ آپ کی دو بہنیں تھیں جن کا نام ام ہانی اور جمانہ تھا یہ ساری اولاد فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم ہیں، آپ نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی مسلمان ہوئے۔ ④

⑤ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان

---

① الاصابہ: ۷/۴۹۰۔ ② صحیح البخاری: ۳۶۵۶۔

③ طبقات ابن سعد: ۴/ ۴۱؛ اسد الغابہ: ۴/ ۷۵۔

④ اسد الغابہ: ۴/ ۸۷؛ تاریخ بغداد: ۱/ ۱۳۳؛ سنن ابن ماجہ: ۱/ ۲۵۲۔

کی شادی ہوئی تھی یعنی نبی کریم ﷺ کی سالی سیدہ حمنہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے ہم زلف بن گئے۔

مصعب نام، ابو محمد کنیت، والد کا نام عمیر اور والدہ کا نام خناس بنت مالک تھا۔ آپ مکہ کے ایک نہایت حسین وجمیل نوجوان تھے، ان کے والدین ان سے بہت شدید محبت کرتے تھے، خصوصاً ان کی والدہ خناس بنت مالک نے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے لخت جگر کو نہایت ناز ونعمت سے پالا تھا، چنانچہ وہ عمدہ سے عمدہ پوشاک اور لطیف سے لطیف خوشبو جو اس زمانہ میں آسکتی تھی استعمال فرماتے تھے، آپ ﷺ کبھی ان کا تذکرہ کرتے تو فرماتے: ''مکہ میں مصعب سے زیادہ کوئی حسین، خوش پوشاک اور پروردۂ نعمت نہیں ہے۔''[1]

غزوۂ بدر میں جماعت مہاجرین کا سب سے بڑا علم ان کے ہاتھ میں تھا، غزوۂ اُحد میں بھی علمبرداری کا تمغائے شرف ان ہی کو ملا۔

اس جنگ میں ایک اتفاقی غلطی نے جب فتح وشکست کا پانسہ پلٹ دیا اور فاتح مسلمان ناگہانی طور پر مغلوب ہو کر منتشر ہو گئے تو اس وقت بھی یہ علمبردارِ اسلام تنہا مشرکین کے نرغہ میں ثابت قدم رہا، کیونکہ لوائے توحید کو پیچھے کی طرف جنبش دینا اس فدائی ملت کے لیے سخت عار تھا، غرض اسی حالت میں مشرکین کے شہسوار ابن قمئہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے داہنا ہاتھ شہید ہو گیا، لیکن بائیں ہاتھ نے فوراً علم کو پکڑ لیا، اس وقت ان کی زبان پر یہ آیت جاری تھی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ (ال عمران: ۱۵)

''محمد (ﷺ) صرف رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔''

ابن قمئہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی شہید ہو گیا، لیکن اس دفعہ دونوں بازوؤں کا حلقہ بنا کر علم کو سینے سے چمٹا لیا، اس نے جھنجھلا کر تلوار پھینک دی اور زور سے نیزہ تاک کر مارا کہ اس کی انی ٹوٹ کر سینے میں رہ گئی اور اسلام کا سچا فدائی اس آیت کا اعادہ

[1] طبقات ابن سعد: ۳/ ۸۲۔

کرتے ہوئے فرشِ خاک پر دائمی راحت کی نیند سو رہا تھا، لیکن اسلامی پرچم سرنگوں ہونے کے لیے نہیں آیا تھا، ان کے بھائی سیدنا ابوالروم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو سنبھالا اور آخر وقت تک شجاعانہ مدافعت کرتے رہے۔ لڑائی کے خاتمہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾

''مومنین میں سے چند آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو کچھ عہد کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا۔''

پھر لاش سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا جہاں تمہارے جیسا حسین وخوش پوشاک کوئی نہ تھا، لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال اُلجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔'' پھر فرمایا: ''بیشک میں اللہ کا رسول گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو گے۔'' اس کے بعد غازیانِ دین کو حکم ہوا کہ کشتگانِ راہِ خدا کی آخری زیارت کر کے سلام بھیجیں اور فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزِ قیامت تک جو کوئی ان پر سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔''

اس زمانے میں غربت و افلاس کے باعث شہیدانِ ملت کو مکمل کفن تک نصیب نہ ہوا، سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش پر صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں برہنہ ہو جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا، بالآخر چادر سے چہرہ چھپایا گیا، پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ ان کے بھائی سیدنا ابوالروم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عامر بن ربیعہ اور سویبط بن سعد رضی اللہ عنہما کی مدد سے سپردِ خاک کیا۔[1]

⑥ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

یہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپ کے ہم زلف بن گئے۔

---

① طبقات ابن سعد: ۳/ ۸۵۔

ان کا تعلق بنو زہرہ خاندان سے تھا، کنیت ابو محمد تھی، ان آٹھ صحابہ میں سے ہیں جو اسلام قبول کرنے میں سبقت رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے لیے جنت کی خوشخبری دی۔ غزوۂ بدر اور بیعت رضوان میں بھی شامل تھے۔ ایک دفعہ صبح کی نماز نبی کریم ﷺ نے ان کی اقتدا میں ادا کی۔ بڑے سخی اور صدقہ کرنے والے تھے۔ لمبے قد کے خوبصورت چہرے، نرم جلد والے، سرخی مائل سفید رنگ کے مالک تھے۔ متعدد احادیث کے راوی ہیں۔ ①

سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ)) ②

''اے اللہ! عبدالرحمن بن عوف کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پانی پلا۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور آپ بدری صحابیوں میں سے ہیں جن کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''جو چاہو کرو (تمہاری مغفرت کردی گئی ہے۔)'' ③

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ عبدالرحمن بن عوف کو جنت کے سلسبیل (میٹھے چشمے) سے پانی پلائے گا۔ ④

نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔ ⑤

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں جن کی تعداد تقریباً تیرہ سے زیادہ ہے اور اولاد میں تقریباً اکیس بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔ ⑥

---

① سيرة ابن هشام: ١/ ٤٦١؛ الاستيعاب: ٢/ ٤٠٣۔

② مجمع الزوائد: ٩/ ١٦٣، ١٤٨٩٨؛ مسند أحمد: ٦/ ٢٩٩۔

③ سير أعلام النبلاء: ١/ ٧٨۔ ④ حسن، سنن الترمذي: ٣٧٤٩؛ ملخصاً۔

⑤ صحيح البخاري: ٣٧٠٠۔ ⑥ الاستيعاب: ٢/ ٤٠٢۔

عہدِ عثمانی میں آپ نے ۳۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق فرمایا: اے ابن عوف! آپ نے دنیا کا صاف پانی پیا اور گدلا چھوڑ دیا۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنازہ اٹھانے والوں میں شریک تھے اور کہتے تھے: واجبلاہ یہ پہاڑ بھی چل بسا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور بقیع الغرقد میں دفن کیا۔[1]

⑦ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدنا ام فضل لبابہ رضی اللہ عنہا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر تھیں۔ تو یہ آپ کی سالی کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپ کے ہم زلف بنے جبکہ یہ آپ کے چچا بھی تھے۔

آپ کی کنیت ابوالفضل تھی، بیت اللہ کی آبادکاری اور حجاج کو پانی پلانے کا منصب ان کے پاس تھا۔ بیعت عقبہ میں حاضر تھے، تاکہ انصار کو عہد وفا کرنے کی تاکید کریں، اگرچہ اس وقت یہ مسلمان نہ تھے، غزوۂ بدر کے موقع پر قیدیوں میں شامل تھے۔ فتح مکہ سے تھوڑا عرصہ پہلے اسلام قبول کیا اور اس غزوہ میں شریک بھی ہوئے، غزوۂ حنین کے روز ثابت قدم رہے۔ ۳۲ھ رجب یا رمضان میں وفات پائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے۔[2]

⑧ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

آپ کی زوجیت میں ام ولد سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ سیرین رضی اللہ عنہا تھیں تو اس طرح یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپ کے ہم زلف ہوئے۔

آپ کی کنیت ابو الولید یا ابوالحسام تھی، انصاری تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو قریش نے آپ کی ہجو کی تو سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے اشعار کے ذریعے سے آپ کا دفاع کیا۔ آپ فرماتے: ''اے حسان! کفار

① الاستیعاب: ۲/ ۴۰۳۔ ② الاستیعاب: ۲/ ۸۱۰۔

کی ہجو کرو، یہ انہیں تیروں سے زیادہ زخمی کرتی ہے اور جبریل تمہاری مدد کے لیے اترتا ہے۔'' ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ ساٹھ سال جاہلیت اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے اور ۴۰ھ کو وفات پائی۔ بعض نے آپ کا سن وفات ۵۰ ہجری بیان کیا ہے۔[1]

⑨ سیدنا معبد بن وھب رضی اللہ عنہ

سیدنا معبد بن وھب بن عبدالقیس العبدی رضی اللہ عنہ آپ کی سالی سیدہ بریرہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (جو کہ ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، بعض ان کا نام ہریرہ بنت زمعہ لکھتے ہیں) کے شوہر تھے اس طرح یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہوئے۔ سیدنا معبد بن وھب رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں۔[2]

① الاستيعاب: ١ /١٣٠، الاصابة: ٨ /١٦٦، اسد الغابه: ٢ /٧۔

② تاریخ دمشق لابن عساکر: ٧٥٤٥۔

حصہ دوم

رسول اللہ ﷺ کا اسلحہ

رسول اللہ ﷺ کی تلواریں

۱	مَاثُور	یہ والد محترم کی طرف سے وراثت میں آئی تھی۔
۲	العَضب	یہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملی تھی۔
۳	ذُوالفِقار	یہ غزوۂ بدر میں غنیمت میں آئی تھی۔
۴	الصَمْصَامَة	یہ سیدنا عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملی تھی۔
۵	الحَتْفُ	یہ بنوقینقاع کی طرف سے آئی تھی۔
۶	الرَّسُوب	یہ قبیلہ طے کی طرف سے آئی تھی۔
۷	المِخْذَم	یہ بھی قبیلہ طے کی طرف سے آئی تھی۔
۸	القَلَعِی	یہ بنوقینقاع کی طرف سے آئی تھی
۹	البَتَّار	یہ بھی بنوقینقاع کی طرف سے آئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے نیزے (حراب)

۱۔ النَبْعَة

۲۔البَيْضَاء

٤۔العَنَزَة

جب آپ ﷺ صحرا میں نماز ادا کرتے تو یہ سترہ کے لیے آگے گاڑ لیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ڈھالیں

۱۔ الزَّلُوق　　۲۔الفُتَق　　۳۔المُوجَر

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں

۱۔ ذَاتُ الفُضُول　　۲۔ ذاتُ الوِشَاح
۳۔ ذاتُ الحَوَاشِی　　٤۔ السُعْدِیَّة
٥۔ البَتْرَاءُ　　٦۔الخِرْنَقُ

رسول اللہ ﷺ کے نیزے

۱۔ رُمْحٌ　　۲۔ المُثْوِیُّ　　۳۔ المُثْنِیُّ

یہ تینوں نبی کریم ﷺ کو بنو قینقاع سے ملے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی کمانیں

۱۔الرَوْحَاء　　۲۔الصَفْرَاء　　۳۔البَیْضَاء
٤۔الزَوْرَاء　　٥۔الكَتُوم

رسول اللہ ﷺ کے خود

۱۔ المُوَشَّح　　۲۔السَّبُوغ

رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے

۱۔الزِّیْنَة

یہ سفید رنگ کا تھا جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"أَنَّ لِوَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَبْيَضَ"①

---

① سنن أبی داود: ۲۵۹۳

رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔

۲۔ الصَّفْرَاء[1]

یہ زرد رنگ کا جھنڈا تھا۔

۳۔ العُقَاب

یہ سیاہ رنگ کا تھا۔

"أَنَّ رَايَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ"[2]

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سیاہ ربع شکل کا اون کے کپڑے کا تھا۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ کے اسلحہ کے متعلق روایات مختصر تاریخ دمشق ۲/ ۳۴۸، ۲۵۸ اور سیرۃ الحلبیہ ۳/ ۴۲۷ سے لی گئی ہیں۔

① سنن أبی داود: ۲۵۹۳؛ سنن الترمذی: ۱۶۸۱؛ سنن ابن ماجه: ۲۸۱۸

② سنن أبی داود: ۲۵۹۱؛ سنن الترمذی: ۱۶۸۰۔

رسول اللہ ﷺ کی سواریاں

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے

رسول اللہ ﷺ کے تقریباً ۲۲ گھوڑے تھے جن پر آپ نے مختلف علاقوں کی طرف سفر کیا یا جو آپ کو تحفے میں دیے گئے، ان تمام کی تفصیل عیون الاثر: ۲/ ۴۲۰ میں خَیْلُہٗ علیہ الصلاۃ والسلام کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

اس جگہ ہم ان تمام کے نام ذکر کرتے ہیں۔

نمبر	نام	تفصیل
۱	السَّکْبُ	آپ نے اسے ایک دیہاتی سے خریدا تھا۔
۲	مُلَاوِحٌ	تضمیر شدہ، دبلا پتلا، تیز ترین گھوڑا
۳	المُرْتَجِزُ	یہ وہی ہے جس کی گواہی سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔
۴	لِزَاز	یہ بادشاہ مقوقس نے آپ کو تحفہ میں دیا تھا۔
۵	الظَّرِبُ	یہ آپ کو فروہ بن عمرہ نے ہدیہ دیا تھا۔
۶	اللَّحِیف	یہ آپ کو ابن ابی البراء نے ہدیہ کیا تھا۔
۷	السداد	
۸	الورد	یہ تمیم داری نے ہدیہ کیا تھا۔

۹۔ سَبْحة — ۱۰۔ الأبلق

۱۱۔ ذوالعقال — ۱۲۔ ذواللمة

۱۳۔ المرتجل — ۱۴۔ السرحان

۱۵۔الیعسوب	۱۶۔البحر
۱۷۔الأدھم	۱۸۔الشحا
۱۹۔السجل	۲۰۔المراوح
۲۱۔النجیب	۲۲۔الطرف

نوٹ: ان میں سے سات گھوڑوں پر محققین کا اتفاق ہے جو السکب، المرتجز، اللحیف، لزاز، الظرب، الورد اور سبحة ہیں، باقی پندرہ گھوڑوں میں کچھ اختلاف ہے۔[1]

رسول اللہ ﷺ کے خچر

① الشہباء (دلدل) یہ شاہ مقوقس نے آپ کو ہدیہ دیا تھا۔
② فضة یہ آپ کو فروہ بن عمرو نے بھیجا تھا۔
③ ایک خچر آپ کو بادشاہ دومة الجندل نے دیا تھا۔
④ ایک خچر آپ کو کسریٰ نے بھیجا تھا (مگر اس کی سند صحیح نہیں)
⑤ ایک خچر آپ کو صاحب ایلہ ابن العلماء نے بھیجا تھا۔
⑥ ایک خچر آپ کو تحفہ میں نجاشی نے بھیجا تھا۔[2]

رسول اللہ ﷺ کے گدھے

کہا جاتا ہے کہ آپ کے پاس ستر کے قریب گدھے تھے جن پر آپ نے مختلف اوقات میں سواری کی لیکن یہ بات درست نہیں ہے اور نہ یہ کسی صحیح سند سے ثابت ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے جو ثابت ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی ملکیت میں دو گدھے رہے ہیں جن پر آپ نے مختلف اوقات میں سواری کی ہے، جن کے نام یہ تھے:

① یعفور یہ رسول اللہ ﷺ کو خیبر سے ملا تھا۔
② عفیر اس پر آپ نے حجة الوداع میں اپنا نفقہ رکھا ہوا تھا۔[3]

---

① عیون الاثر: ۲/ ۴۲۱۔ ② عیون الاثر ۲/ ۴۲۲۔

③ الفصول فی سیرة الرسول لا بن کثیر، ص: ۲۵۹، والسیرة الحلبیة: ۳/ ۴۳۲۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں

رسول اللہ ﷺ کی تقریباً کل بارہ اونٹنیاں تھیں جن میں تین ناقہ تھیں یعنی عام سواری کے قابل اور نو دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جنھیں لقحہ کہا جاتا ہے، پہلی تین ناقہ کے نام:

١۔ العضباء ٢۔ الجدعاء ٣۔ القصواء①

اور ٩ لقحہ یہ ہیں:

١۔ السمراء ٢۔مهرة ٣۔ الرَّیَّا (الدباء)

٤۔الیسیرة ٥۔البغوم ٦۔السعدیة

٧۔العریس ٨۔الشقراء ٩۔ الحسناء②

رسول اللہ ﷺ کی بکریاں

رسول اللہ ﷺ کی بہت زیادہ بکریاں تھیں جیسا کہ آپ کی بکریاں ام ایمن کی بیٹی ایمن چرایا کرتی تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سو کے قریب تھیں مگر سات بکریوں کا نام سیرت کی کتب میں مذکور ہے۔

١۔أطلال ٢۔عجوة ٣۔أطراف ٤۔سقیا

٥۔ برکة ٦۔زمزم ٧۔ ورسة

نوٹ: یاد رہے کہ کسی صحیح روایت سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ نبی کریم ﷺ کی ملکیت میں کوئی گائے بھی تھی، ہاں اتنا ضرور آیا ہے کہ آپ نے گائے خرید کر قربانی کی۔ واللہ اعلم بالصواب③

① تهذیب الأسماء: ١/ ٣٦۔

② تاریخ الطبری: ٣/ ١٧٥؛ الطبقات لابن سعد: ١/ ٤٩٤۔

③ السیرة الحلبیة: ٣/ ٤٣٣۔

وہ کنویں جن سے رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا

١ بِئر بُضاعة	٢ بئْر مالك بْن النَّضْر بْن ضمضم
٣ بِئْر جُنب	٤ بِئْر أَبی الْهیثم بن التیِّهان
٥ بئْر غرس	٦ بئر بنی أُمیّة بن زیْد
٧ بئر رُومة	٨ بئْر ابی انس
٩ بئْر الْمُزنی۔ ①	

① طبقات ابن سعد: ١/ ٣٩٠۔

سیرت النبی ﷺ کا اجمالی خاکہ

ولادت سے وفات تک

عمر مبارک ایک سال

ولادت رسول ﷺ ۹ ربیع الاول، سوموار کے دن، تاریخ ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء، قبیلہ بنو سعد میں سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس، ملک شام کے محلات کا روشن ہونا، مجوس کے آتش کدہ کا ٹھنڈا ہونا، ثویبہ کی رضاعت، سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت۔

عمر مبارک تین سال

واقعہ شق صدر سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گاؤں میں، ولادت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منیٰ میں، بعض نے شق صدر کے وقت کی عمر چار سال لکھی ہے۔ سیرۃ ابن ہشام: (۱ / ۱۶۴) میں یہ واقعہ تیرہویں سال کا ہے۔

عمر مبارک چار سال

مکہ میں واپسی آغوش آمنہ میں۔

عمر مبارک چھ سال

مدینہ ننھیال کے پاس جانا، واپسی میں والدہ ماجدہ آمنہ کی ابواء مقام پر، وفات ام ایمن (برکت) کی دیکھ بھال، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ولادت۔

عمر مبارک سات سال

کفالت عبدالمطلب کا آغاز، عبدالمطلب کا آپ کو لے کر کعبۃ اللہ کا طواف اور بارش

مانگنا، عبد المطلب کی معیت میں چند سفر۔

عمر مبارک آٹھ سال

وفات دادا عبدالمطلب، کفالت ابی طالب، وفات حاتم طائی، وفات بادشاہ کسریٰ نوشیروان، قحط سالی مکہ میں ابوطالب کا آپ کی مدح کرتے ہوئے بیت اللہ کے پاس دعا کرنا۔

عمر مبارک نو سال

شام کے علاقہ بصریٰ کی طرف چچا ابو طالب کے ساتھ سفر، بعض کے نزدیک اس وقت آپ کی عمرہ بارہ سال تھی، بحیرہ راہب سے ملاقات۔

عمر مبارک دس سال

واقعہ حرب الفجار اولیٰ، بعض کے نزدیک یہ واقعہ آپ کی عمر مبارک کے پندرہویں سال پیش آیا۔

عمر مبارک بارہ سال

واقعہ حرب الفجار ثانیہ، آثر کے نزدیک واقعہ سفر بصریٰ اسی سال ہوا۔

عمر مبارک تیرہ سال

ولادت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

عمر مبارک چودہ سال

واقعہ حرب الفجار ثالثہ، بعض کے نزدیک اس وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی۔

عمر مبارک سترہ سال

اپنے چچا ابوطالب اور چچا زبیر کے ساتھ یمن کی طرف تجارت کی غرض سے سفر

کرنا، واقعہ حلف الفضول۔

عمر مبارک پچیس سال

سفر شام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر جانا، اسی سال ان سے نکاح کرنا۔

عمر مبارک تنتیس سال

ولادت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

عمر مبارک چونتیس سال

ولادت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔

عمر مبارک پینتیس سال

قریش کی تعمیر کعبہ، حجر اسود کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں فیصلہ۔

عمر مبارک سینتیس سال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف نور اور روشنیاں دیکھنا، مختلف آوازوں کو سننا۔

عمر مبارک چالیس سال

نزول وحی، آغاز نبوت، غار حرا میں خلوت وعبادت۔[1]

[1] السیرة الحلبیة: ۳/ ۵۱۹، ۵۳۰؛ تاریخ طبری: ۱/ ۶۲؛ رحمة للعالمین: ۱/ ۳۸؛ مختصر السیرة للشیخ عبداللّٰه، ص: ۱۲؛ طبقات ابن سعد: ۱/ ۶۳؛ فقه السیرة محمد غزالی، ص: ۴۶۔

بعد از نبوت

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَکَثَ بِمَکَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً"①

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بعثت کے بعد تیرہ سال رہے۔

مسند احمد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے:

"أُنْزِلَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ أَرْبَعِیْنَ فَمَکَثَ بِهَا عَشْرًا"②

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا، اس وقت آپ کی عمر ۴۳ سال تھی اور آپ مکہ میں دس سال رہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری والی روایت مسند احمد کے مقابلہ میں اصح ہے۔③

اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے رحلت تک کی زندگی کا جدول مسند احمد کی روایت کے مطابق بنایا گیا ہے جسے ابن عبدالہادی کی کتاب السیرۃ الحلبیۃ: (۴۹۶،۳) سے لیا گیا ہے۔

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا سال

آغاز وحی، آپ کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا، سیدنا ابوبکر صدیق، خدیجۃ الکبریٰ، زید بن حارثہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا قبول اسلام۔

---

① صحیح البخاری: ۳/ ۳۹۔ ② مسند أحمد: ۱/ ۲۳۸، ۳۳۶۔

③ فتح الباری: ۷/ ۲۳۰۔

بعثت نبوی ﷺ کا دوسرا سال

سیدنا عثمان، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کا قبول اسلام، دعوت وتبلیغ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سعی جمیلہ۔

بعثت نبوی ﷺ کا تیسرا سال

سیدنا عمرو بن عبسہ اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کا قبول اسلام۔

بعثت نبوی ﷺ کا چوتھا سال

کھلے عام دعوت اسلام، واقعہ شعب ابی طالب، سیدنا حمزہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا قبول اسلام۔

بعثت نبوی ﷺ کا پانچواں سال

ہجرت حبشہ اولی، قریش کا حبشہ مسلمانوں کے عقب میں جانا، نجاشی کا مسلمانوں سے خیر خواہی کرنا۔

بعثت نبوی ﷺ کا ساتواں سال

معراج کا واقعہ، سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات، سیدہ عائشہ اور سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح، قبائل کو اسلام کی دعوت۔

بعثت نبوی ﷺ کا آٹھواں سال

واقعہ بیعت عقبہ اولی، انصار کو مکہ میں آمد پر دعوت اسلام۔

بعثت نبوی ﷺ کا نواں سال

چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور بعثت عقبہ ثانیہ۔

بعثت نبوی ﷺ کا دسواں سال

ہجرت مدینہ، ام معبد کے ہاں معجزہ۔

بعد از ہجرت مدینہ

ہجرت مدینہ کے بعد کا جدول عیون الأثر ۲ / ۲۷ ۳ اور السیرۃ الحلبیۃ: ۳ / ۴۹۹ سے لیا گیا ہے۔

ہجرت نبوی ﷺ کا پہلا سال

مسجد قباء اور مسجد نبوی کی تعمیر، پہلا خطبہ جمعہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی، ہجرت سودہ رضی اللہ عنہا، ولادت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، کلثوم، ابوامامہ اور اسعد بن زرارہ کی وفات، ولید بن مغیرہ کی ہلاکت، عاص بن وائل کی ہلاکت، سیدنا عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام، مواخات مہاجر وانصار، یہود سے معاہدے، اذان کا آغاز۔

ہجرت نبوی ﷺ کا دوسرا سال

غزوۂ ابواء، غزوۂ عشیرہ، غزوۂ بواء کرز بن جابر کا مدینہ کے مویشیوں پر حملہ، سریۂ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سریۂ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، تحویل قبلہ، صدقہ فطر کی فرضیت، پہلی نماز عید، غزوۂ بدر الکبری، غزوۂ بنی قینقاع، غزوۂ قرقرہ الکدر (بحران) غزوہ السویق، سیدنا علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی شادی۔

ہجرت نبوی ﷺ کا تیسرا سال

آپ ﷺ کا بنی ثعلبہ کے پاس دعوت اسلام لے کر جانا، غزوۂ بنی سلیم، کعب بن اشرف کا قتل، سریۂ قردہ، قتل ابو رافع، سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کا نکاح، غزوۂ احد، غزوۂ حمراء الاسد، سیدنا حمزہ، ابن نضر اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم کی شہادت۔

ہجرت نبوی ﷺ کا چوتھا سال

غزوۂ رجیع، ابوسفیان کے قتل کے لیے عمرو بن امیہ ضمری کی روانگی، غزوۂ بئر معونہ، بنونضیر کی جلاوطنی، غزوۂ ذات الرقاع، غزوۂ بدر صغریٰ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح، ولادت حسین رضی اللہ عنہ، سیدنا عاصم بن ثابت اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما کی شہادت، عبداللہ بن عثمان یعنی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی وفات، خروج ابی سفیان، نزول حدیث حرمت شراب اور نزول حجاب۔

ہجرت نبوی ﷺ کا پانچواں سال

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح، غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ خندق، غزوۂ بنو قریظہ، سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات اور وفات سے قبل بنوقریظہ کے متعلق فیصلہ، سیدنا خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ کی شہادت، ہلاکت امیہ بن ابی صلت، غزوۂ خندق میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ضیافت، غزوۂ خندق، سیدہ ام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہا کی وفات۔

153

ہجرت نبوی ﷺ کا چھٹا سال

غزوۂ بنی لحیان، غزوۂ ذی قرد، غزوۂ بنوالمصطلق (المریسیع)، واقعہ افک، صلح حدیبیہ، سریۂ عکاشہ رضی اللہ عنہ، سریۂ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، سریۂ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، سریۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بنی سلیم، عیص اور بنوثعلبہ وحسمی کی طرف، سریۂ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل کی طرف، سریۂ زید رضی اللہ عنہ ام قرفہ کی طرف، سیدنا کرز بن جابر رضی اللہ عنہ کا عرنیین کی طرف سریہ، نماز استسقاء کی ادائیگی۔

ہجرت نبوی ﷺ کا ساتواں سال

غزوۂ خیبر، سریۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تربہ کی طرف، سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو بنی مرہ کی طرف مقام فدک کی طرف روانہ کرنا، سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو قبیلہ یمن اور حبار کی طرف بھیجا، بادشاہ کے نام خطوط ارسال کرنا، سریۂ نجد، جبلہ بن ایہم کی طرف خط، خسرو

پرویز شاہ ایران کا قتل، شاہ مقوقس کے تحائف کی وصولی، عمرۃ القضاء، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح، سریہ ابن ابی عوجاء بنو سلیم کی طرف۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھواں سال

سیدنا خالد بن ولید، عثمان بن طلحہ حجبی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کا قبول اسلام، منبر کا بننا، سریہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ذات السلاسل کی طرف، غزوۂ فتح مکہ، سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام، سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عزیٰ کی طرف، سریہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہذیل کے بت سُواع کی طرف، سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنی جذیمہ کی طرف، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جیفہ کی طرف روانگی۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواں سال

سیدنا عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بنی تمیم کی طرف بھیجنا، سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا بنو مصطلق کی طرف جانا، سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام، غزوۂ تبوک، سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اکیدر کی طرف، عبداللہ ذی البجادین کی وفات، قصہ لعان، قبیلہ ثقیف کا قبول اسلام، حمیر کے بادشاہ کو خط، غامدیہ کے رجم کا واقعہ، نجاشی کی وفات، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، لوگوں کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دسواں سال

سیدنا ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کی یمن روانگی، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی حارث کی طرف نجران روانہ کرنا، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنا، سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو ذی کلاع کی طرف بھیجنا، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو نجران روانہ کرنا، قصہ بدیل اور تمیم داری، سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، فیروز دیلمی کی مدینہ آمد، حجۃ الوداع، والئ یمن باذان کی موت۔

ہجرت نبوی ﷺ کا گیارہواں سال

وفد نخع کی آمد، سریۂ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، اسود عنسی کذاب کا ظہور اور اس کا قتل، قصہ مسیلمہ کذاب، قصہ سجاح، قصہ طلیحہ بن خویلد، آغاز مرض نبوی ﷺ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے راز کی بات، نبی کریم ﷺ کی وفات۔

رسول اللہ ﷺ کے غزوات

غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں خود نبی کریم ﷺ نے شرکت فرمائی ہو، ان کی تعداد تقریباً ۲۷ یا ۲۸ ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث نمبر: ۴۴۷۱ روایت میں غزوات کی تعداد ۱۹ ہے۔
قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد ۲ ص ۲۲ تا ۲۵ میں عرق ریزی کے ساتھ ایک نقشہ تیار کیا ہے جس میں انھوں نے چھوٹے بڑے سب معرکوں کو شمار کر کے عہد رسالت کے غزوات وسرایا کی تعداد ۸۲ لکھی ہے۔

① غزوۂ بواط

(ربیع الاوّل ۲ ھ) نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد ۲۰۰ تھی اور دوسری طرف امیہ بن خلف سے رضوی اور بواط سے واپسی پر قریش کا قافلہ اور امیہ بن خلف سے سامنا ہوا، ان کی تعداد ۱۰۰ تھی۔

② غزوۂ سفوان یا بدر اولیٰ

ربیع الاوّل ۲ ھ نبی کریم ﷺ نے ۷۰ ساتھیوں سمیت کرز بن جابر کا جو اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا تھا سفوان تک تعاقب کیا مگر ہاتھ نہ لگا۔ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

③ غزوۂ بدر الکبریٰ

رمضان ۲ ھ نبی کریم ﷺ نے ۳۱۳ جانثاروں کے ساتھ ابوجہل کی مدینہ سے باہر مدافعت کی جو ایک ہزار کا لشکر لے کر آرہا تھا، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی، نتیجے میں دشمن کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قیدی بنا لیے گئے۔ مسلمانوں میں سے ۱۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

④ غزوۂ السویق

(ذی الحجہ ۲ ھ) ابوسفیان دوسو سواروں کے ساتھ مدینہ آیا، دو مسلمانوں کو شہید کیا اور پھل دار درختوں کو کاٹ کر چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے دوسو ساتھیوں کے ساتھ دشمن کا تعاقب کیا مگر ہاتھ نہ آیا۔

⑤ غزوۂ ذی امر یا غزوۂ غطفان یا غزوۂ انمار

(ربیع الاوّل ۳ ھ) نبی کریم ﷺ نے ۴۵۰ ساتھیوں کے ساتھ مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے بنوثعلبہ اور بنومحارب جو جمع ہوئے تھے کہ مدینہ پر حملہ آور ہوں، منتشر ہو گئے۔

⑥ غزوۂ احد

(٦ شوال ۳ھ) ۶۵۰ پیادہ جاں نثاروں نے نبی ﷺ کی قیادت میں احد کے مقام پر دشمن کا مقابلہ کیا جن کی تعداد کل ۳۰۰۰ تھی۔ جن میں ۲۸۰۰ پیادہ اور ۲۰۰ سوار تھے۔ اس مقابلے میں مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا مگر کفار مرعوب ہو کر نتیجے میں ناکام ہوئے، اس جنگ میں ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور ۴۰ قیدی بنا لیے گئے، کفار میں سے تیس قتل ہوئے۔

⑦ غزوۂ بدر الاخری

(ذی قعدہ ۴ھ) نبی کریم ﷺ ۱۵۰۰ پیادہ اور ۱۰ سواروں کے ساتھ نکلے تو دشمن ابوسفیان ۲۰۰۰ پیادہ اور ۵۰ سوار کو مکہ سے لڑائی کی غرض سے لے کر ظہران یا عسفان تک آیا پھر واپس لوٹ گیا۔ تو نبی کریم ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے۔

⑧ غزوۂ بنو مصطلق یا مریسیع

(۳ شعبان ۵ ھ) نبی کریم ﷺ نے بنو مصطلق سے جنگ کی، دشمن کو شکست ہوئی،

دشمن کے ۱۹۰ قیدی ہوئے سب چھوڑ دیے گئے اور ۱۰ قتل ہوئے اور مسلمانوں میں سے ایک شہید ہوا۔

⑨ غزوۂ احزاب یا خندق

(شوال و ذی قعدہ ۵ھ) نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد ۳۰۰۰ تھی اور دشمن کی تعداد ابوسفیان اموی کی قیادت میں ۱۰۰۰۰ تھی۔ مسلمانوں سے ۶ شہید ہوئے اور دشمن کے دس قتل کر دیے گئے۔ دشمن ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا۔

⑩ غزوۂ بنو قریظہ

(ذی الحجہ ۵ھ) مسلمانوں کا بنو قریظہ یہودی قبیلہ سے معرکہ ہوا، مسلمانوں کے ۴ شہید ہوئے اور یہودی دشمن کے ۲۰۰ قیدی ہوئے اور ۴۰۰ قتل کر دیے گئے۔

⑪ غزوۂ بنی لحیان

(ربیع الاول ۶ھ) رسول اللہ ﷺ نے دو سو سواروں کے ساتھ بنو لحیان شاخ ہذیل پر چڑھائی کی مگر دشمن بھاگ گیا، مقابلہ نہیں ہوا۔

⑫ غزوۂ ذِی قرد یا غابہ

(ربیع الاوّل ۶ھ) ۵۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مع سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ شرکت کی، بنو غطفان کی طرف دشمنوں کا ایک قتل ہوا اور مسلمانوں میں سے ایک عورت قید ہوئی اور تین شہید ہوئے۔

⑬ غزوۂ خیبر

(محرم ۷ھ) ۱۴۰۰ آدمی اور ۲۰ عورتوں نے اس میں شرکت کی اور دشمن کی تعداد ۱۰۰۰۰ تھی جو خیبر کے یہود تھے کناز بن ابوالحقیق کی قیادت میں، دشمن کے ۹۳ قتل ہوئے اور مسلمانوں کے ۵۰ نوجوان زخمی ہوئے اور ۱۸ یا ۱۹ شہید ہوئے۔

⑭ غزوہ وادی القریٰ

(محرم ۷ ھ) نبی کریم ﷺ نے ۱۳۸۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خیبر سے واپسی پر ذی القریٰ کے یہودیوں سے خفیف مقابلہ کیا۔ایک مسلمان شہید ہوا اور دشمن کے ۱۱ قتل ہوئے۔

⑮ غزوۂ فتح مکہ

(رمضان ۸ ھ) ۱۰۰۰۰ مسلمانوں نے شرکت کی لیکن مکہ والوں نے صلح کر لی، فوج کے ایک دستے سے مزاحمت ہوئی، دو مسلمان شہید ہوئے اور دشمن کے ۱۲ قتل ہوئے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق نصیب سے فتح ہوئی۔

⑯ غزوۂ حنین، اوطاس یا ہوازن

(شوال ۸ ھ) میں ۱۲۰۰۰ مسلمانوں نے بنو ہوازن بنو ثقیف اور مضر بنو احسم کی طرف چڑھائی کی، دو مسلمان شہید ہوئے اور دشمن کے ۶۰۰۰ قیدی ہوئے اور ۷۱ قتل ہوئے، مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

⑰ غزوۂ طائف

(شوال ۸ ھ) میں نبی کریم ﷺ سے ۱۲۰۰۰ صحابہ کے ساتھ بنو ثقیف کا محاصرہ کیا، لیکن مقابلہ نہیں ہوا۔

⑱ غزوۂ تبوک

(رجب ۹ ھ) نبی کریم ﷺ نے ۳۰۰۰۰ کا لشکر لے کر قیصر ہرقل کی طرف چڑھائی کی لیکن سرحد پر مظاہرے کرکے دشمن کو مرعوب کرنے کے بعد واپس آ گئے۔

عہد رسالت کے سرایا

وہ فوجی دستے جن میں رسول اللہ ﷺ نے خود شرکت نہیں فرمائی بلکہ اپنی سرپرستی میں روانہ کیے، انھیں سریہ (جمع سرایا) کہا جاتا ہے ان کی تعداد تقریباً ۷۶ یا ۷۷ ہے۔

① سریہ سیف البحر

(رمضان ۱ھ) سریہ سیف البحر میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور تیس مہاجرین کو ان کے زیر کمان مقرر فرمایا۔ شام سے ابوجہل تین سو افراد پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ لے کر آ رہا تھا جس کو روکنا مقصود تھا۔ جب دونوں گروہ لڑائی کے لیے صفیں بنا کر آمنے سامنے ہو گئے تو دونوں گروہوں کا ایک حلیف مجدی بن عمرو جہنی آڑے آ گیا، اس طرح یہ لڑائی نہ ہو سکی۔ اس سریہ میں جھنڈا سفید تھا۔ جسے نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے باندھا تھا اور اس کے علم بردار سیدنا ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ تھے۔ ①

② سریہ رابغ

(شوال ۱ھ) اس میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کے ساٹھ سواروں کا دستہ دے کر روانہ کیا۔ ان کا علم سفید تھا اور علم بردار سیدنا مسطح بن اثاثہ بن مطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا سامنا قریش کی ایک بڑی جماعت سے ہوا، جس کا امیر ابوسفیان یا عکرمہ تھا۔ اسی سریہ میں اسلام کی طرف سے سب سے پہلا تیر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے چلایا۔ آخر کار کافر بھاگ نکلے۔ ②

① المغازی، للواقدی: ۱/ ۹۔ ② طبقات ابن سعد: ۲/ ۷۔

③ سریہ خرار

(ذی القعدہ ۱ھ) رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ کا امیر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ انہیں بیس آدمیوں کی کمان دے کر قریش کے ایک قافلے کا پتہ لگانے کے لیے روانہ فرمایا۔ اس سریے کا علم سفید تھا اور علم بردار سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔

④ غزوۂ ابواء یا ودان

(صفر ۲ھ) ستر مہاجرین کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور مدینہ میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔①

⑤ غزوۂ بواط

(ربیع الاول ۲ھ) رسول اللہ ﷺ دو سو صحابہ کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے تھے۔ مقصود قریش کا ایک قافلہ تھا۔ جس میں امیہ بن خلف سمیت قریش کے ایک سو آدمی اور اڑھائی ہزار اونٹ تھے، مگر کوئی معاملہ پیش نہیں آیا، اس غزوہ کے دوران سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا، پرچم سفید تھا اور علم بردار سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔②

⑥ سریہ نخلہ

(رجب ۲ھ) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بارہ مہاجرین کا ایک دستہ روانہ فرمایا، ہر دو آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا۔ چونکہ رجب کا مہینہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنوں کا ایک شخص قتل ہو گیا اور دو گرفتار ہوئے۔ سامان اور قیدی مدینے لائے گئے اور مالِ غنیمت کا خمس بھی نکال لیا گیا، یہ اسلامی تاریخ کا پہلا خمس، پہلا مقتول اور پہلے قیدی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنگ وقتال کا حکم نہیں دیا تھا یہ ٹھیک نہیں ہوا۔'' اس دورانیے میں باقاعدہ جہاد کی اجازت مل گئی اور انہی

① طبقات ابن سعد:۲/ ۷۔ ② طبقات ابن سعد:۲/ ۸، ۹؛ سیرۃ ابن ہشام:۲/ ۲۸٤۔

ایام میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔اس حادثے سے مشرکین عرب کو پروپیگنڈے کا موقع مل گیا کہ مسلمانوں نے اللہ کے حرام کردہ مہینے کو حلال کرلیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے وضاحت فرمادی جو مشرکین کررہے ہیں وہ مسلمانوں کی حرکت سے بدرجہ زیادہ بڑا جرم ہے۔

''(اے نبی!) لوگ آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ اس میں لڑائی کیسی ہے؟ تو کہہ دو کہ اُن میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا، اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام (خانہ کعبہ میں جانے) سے (روکنا) اور اہلِ مسجد کو اُس میں سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں) اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا (گناہ) ہے اور فتنہ انگیزی قتل سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''[1]

⑦ سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

(جمادی الاخری ۳ھ) جنگ احد سے پہلے مسلمانوں کی یہ آخری اور کامیاب ترین مہم تھی جو جمادی الاخری ۳ھ میں پیش آئی۔اس کا سبب قریش مکہ کے ایک تجارتی قافلے کا پیچھا کرنا تھا، اس سریہ کی قیادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی، مسلمانوں نے اس قافلے کو نجد کے ایک کنویں ''قردہ'' پر جالیا اور پورے قافلے کو قابو کرلیا، البتہ مرد جان بچا کر بھاگ نکلے۔[2]

① البقرۃ:۲۱۷۔ زادالمعاد: ۲/ ۸۵،۸۳؛ سیرۃ ابن ہشام: ۱/ ۵۹۱؛ رحمۃ للعالمین: ۱/ ۱۱۵۔ ② سیرۃ ابن ہشام: ۳/ ۷۳؛ طبقات ابن سعد: ۲/ ۳۶۔

⑧ سریہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ

(محرم ۴ھ) آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ خویلد کے دو بیٹے طلحہ اور سلمہ اپنی قوم اور اپنے اطاعت شعاروں کے ہمراہ بنو اسد کو لے کر رسول اللہ ﷺ پر حملے کی دعوت دیتے پھر رہے ہیں تو آپ نے تقریباً ڈیڑھ سو انصار و مہاجرین کا ایک دستہ تیار فرما کر سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم دے کر سپہ سالار بنا کر روانہ فرمایا۔ بنو اسد وغیرہ جو مدینہ پر حملہ کر کے لوٹ کھسوٹ کرنا چاہتے تھے، مسلمانوں کا لشکر دیکھ کر بھاگ گئے، ان کے مال مویشی مسلمانوں کے ہاتھ لگے جن کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ یہ سریہ محرم ۴ھ کا چاند نمودار ہونے پر روانہ فرمایا گیا۔①

⑨ سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

(محرم ۴ھ) آپ ﷺ کو اسی ماہ محرم کی پانچ تاریخ کو اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے تو آپ نے سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تو وہ مدینہ منورہ سے اٹھارہ روز باہر رہ کر ۲۳ محرم کو واپس تشریف لائے اور خالد کو قتل کر کے اس کا سر بھی ہمراہ لائے۔②

⑩ سریہ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

(محرم ۶ھ) سریہ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ احزاب و قریظہ کی جنگوں سے فراغت کے بعد یہ پہلا سریہ ہے، یہ تیس آدمیوں کی جماعت پر مشتمل تھا، اس کی روانگی دس محرم ۶ھ کو عمل میں لائی گئی، نشانہ بنو بکر بن کلاب کی ایک شاخ تھی۔

دشمن بھاگ گئے اور مسلمان چوپائے اور بکریاں ہانک کر لے آئے۔ محرم ختم ہونے میں ایک دن باقی تھا کہ مدینہ منورہ واپس آ گئے اور یہ لوگ بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو بھی گرفتار کر لائے جو مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی کریم ﷺ کو قتل

---

① زاد المعاد: ۲/ ۱۰۸۔ ② سیرة ابن هشام: ۲/ ۶۱۹؛ زاد المعاد: ۲/ ۱۰۹۔

کرنے نکلے تھے، البتہ یہ مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ان کو مسجد نبوی کے ستون سے تین دن باندھے رکھا اور فرماتے: ''اے ثمامہ کیسے ہو؟'' تو جواب آتا رہا۔ اگر قتل کرو تو ایک خون والے کو قتل کرو گے، اگر احسان کرو گے تو ایک قدر دان پر احسان کرو گے، بالآخر آپ نے آزاد کر دیا تو بول اٹھا کہ اس سے قبل آپ، آپ کا دین اور شہر سب سے زیادہ مبغوض تھا اور اب حالت یہ ہے آپ، آپ کا دین اور شہر ساری دنیا کے ادیان اور جگہوں سے محبوب ترین ہے۔ سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت لے کر مکہ پہنچے تو قریش نے کہا: بے دین ہو گئے ہو؟ جواب میں بولے: نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہوں اور یاد رکھو آپ کے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ تک نہیں آئے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں گے اور انہوں نے رسد بند کر دی۔ قوم قریش قحط سالی میں پڑ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ ثمامہ سے فرمائیں کہ وہ یمامہ سے گندم کی ترسیل بند نہ کرے تو آپ نے ایسے ہی کیا اور گندم کی ترسیل شروع ہو گئی۔ ①

⑪ سریہ غمر

(ربیع الاول یا الآخر ۶ ھ) سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو چالیس افراد کی کمان دے کر مقام غمر کی جانب روانہ کیا گیا۔ یہ بنو اسد کے ایک چشمے کا نام ہے۔ دشمن مسلمانوں کی آمد سن کر بھاگ گیا اور مسلمان ان کے دو سو اونٹ مدینہ ہانک کر لے آئے۔

⑫ سریہ ذو القصہ 1

(ربیع الاول ۶ ھ) اسی مہینے میں سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں دس افراد کا ایک دستہ ذو القصہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ دشمن کی تعداد سو تھی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو گئے تو اچانک حملہ کر کے دشمن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا البتہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

① زادالمعاد: ۲/ ۱۱۹؛ مختصر السیرة للشیخ عبداللّٰہ، ص: ۲۹۲،۲۹۳۔

⑬ سریہ ذو القصہ 2

(ربیع الاول ۶ ھ) اسی مہینہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا، چالیس افراد نے مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت گاہ کا رخ کیا۔ دشمن بھاگ گئے صرف ایک آدمی گرفتار ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا، البتہ مال مویشی ہاتھ آئے۔

⑭ سریہ جموم

(ربیع الاخر ۶ ھ) یہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت جموم کی جانب روانہ فرمایا گیا جموم مر الظہران بنوسلمہ کے ایک چشمے کا نام ہے، اس میں مال مویشی اور قیدی ہاتھ آئے۔

⑮ سریہ عیص

(جمادی الاولیٰ ۶ ھ) یہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں عیص کی جانب روانہ کیا گیا، جو ایک سو ستر سواروں پر مشتمل تھا، اس مہم میں قریش کے ایک قافلے کا مال ہاتھ آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص کی قیادت میں سفر کر رہا تھا۔

⑯ سریہ طرف یا طرق

جمادی الآخری ۶ ھ یہ بھی سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جمادی الاخری میں طرف نامی جگہ کی طرف پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ فرمایا گیا۔ تمام بدوی بھاگ گئے اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو چار اونٹ ہاتھ لگے اور چار روز بعد واپس آ گئے۔

⑰ سریہ وادی القریٰ

(رجب ۶ ھ) اس میں بارہ آدمی تھے، اس کے کمانڈر بھی سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے اور رجب میں وادی القریٰ کی جانب روانہ ہوئے، اس میں نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید کر دیے گئے اور صرف تین بچ سکے، سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بچ گئے۔

⑱ سریہ سیف البحر (سریہ خبطیا)

اس میں تین سو سوار تھے اور اس کے امیر سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لشکر قریش کے تجارتی قافلے کی گھات میں نکلا تھا لیکن راستے میں ہی ان کا زاد راہ ختم ہو گیا، بالآخر انہیں درختوں کے پتے جھاڑ کر کھانے پڑے اس لیے اس کا نام خبط پڑ گیا۔ اسی سریہ میں سمندر نے ایک عنبر نامی مچھلی پھینک دی جو نصف ماہ تک یہ تمام لشکری کھاتے رہے۔①

⑲ سریہ دیار بنی کلب

(شعبان ٦ھ) یہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سامنے بٹھا کر اپنے دست مبارک سے پگڑی باندھی اور نمایاں صورت حال اختیار کرنے کی وصیت فرمائی کہ اگر وہ آپ کی اطاعت کر لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لینا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہاں تین روز تک اسلام کی دعوت پیش فرمائی وہ تابعدار ہو گئے تو انہوں نے تماضر بنت اصبغ سے شادی کر لی۔ یہ خاتون ان کے بیٹے ابو سلمہ کی ماں ہے، اس خاتون کے والد اپنی قوم کے سردار اور بادشاہ تھے۔

⑳ سریہ دیار بنی سعد

یہ واقعہ فدک میں شعبان ٦ھ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پیش آیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان پر شب خون مار کر پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ البتہ بنو سعد اپنی عورتوں اور بچوں سمیت بھاگ نکلے ان کا سردار وبر بن علیم تھا۔

㉑ سریہ وادی القریٰ

(رمضان ٦ھ) یہ سریہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زیر

---

① صحیح البخاری: ٤٣٦٢، ٤٣٦٠۔

قیادت رمضان ۶ھ میں روانہ کیا گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بنوفزارہ کی ایک شاخ نے دھوکے سے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خود اس سریہ میں تھا۔ فجر کی نماز کے بعد جب ان پر حملہ کیا گیا اور کچھ لوگ گرفتار ہو گئے جن میں ام قرفہ نامی ایک عورت بھی تھی جو ایک پرانی پوستین اوڑھے ہوئے تھی اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی بھی تھی جو عرب کی خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی۔

ام قرفہ ایک شیطان صفت عورت تھی۔ نبی کریم ﷺ کے قتل کی تدبیریں کیا کرتی تھی اور اس مقصد کو پانے کے لیے اس نے اپنے خاندان کے تیس شہ سوار بھی تیار کرا رکھے تھے، جو سب مارے گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ لڑکی سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے وہ لڑکی مکے بھیج دی اور اس کے عوض وہاں کے متعدد مسلمان قیدیوں کو رہا کرایا۔[1]

(۲۲) سریہ عُرَنیین

(شوال ۶ھ) یہ سیدنا کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عکل اور عرینہ کے چند افراد نے مدینہ آ کر اظہار اسلام کیا اور مدینہ منورہ میں ہی قیام کر لیا۔ چونکہ انہیں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی چراگاہ میں بھیج دیا اور اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا۔ تندرست ہونے پر ان لوگوں نے بڑا ظلم کیا، مرتد ہو گئے، اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں گرفتار کروا کے کیفر کردار تک پہنچایا، ان کے قصاص اور بدلے کے طور پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے، آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور انہیں حرہ کے ایک گوشے میں پھینک دیا گیا، وہاں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔[2]

---

[1] الرحیق المختوم: ص/ ٤٤١، ٤٣٤؛ زادالمعاد: ٢/ ١٢٠؛ رحمة للعالمین: ٢/ ٢٢٦۔ [2] زادالمعاد: ٢/ ١٢٢۔

۲۳ سریہ ابان بن سعید رضی اللہ عنہ

(۷ھ) جن ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لے گئے ان دنوں آپ نے بدوؤں کو خوف زدہ کرنے کے لیے سیدنا ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی کمان میں نجد کی جانب ایک سریہ بھیج دیا۔ جب ابان بن سعید رضی اللہ عنہ فریضے کی ادائیگی سے فارغ ہو کر واپس آئے تو آپ سے خیبر میں ملاقات ہوئی اور خیبر فتح ہو چکا تھا اور غالباً یہ سریہ صفر ۷ھ میں بھیجا گیا۔ [1]

۲۴ سریہ قدید

(ربیع الاول ۷ھ) صفر یا ربیع الاول میں سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں قبیلہ بنی ملوح کی تادیبی کاروائی کے لیے روانہ کیا گیا چونکہ بنو ملوح نے بشر بن سوید کے رفقاء کو قتل کر دیا تھا، بہت سے افراد قتل کر دیئے گئے اور ان کے مال مویشی ہانک کر لے گئے، پھر انہوں نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا مگر جب وہ مسلمانوں کے قریب پہنچے تو بارش کی وجہ سے راستے میں سیلاب حائل ہو گیا اور مسلمان سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔

۲۵ سریہ تربہ

(شعبان ۷ھ) یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیس آدمیوں کو روانہ کیا گیا، جو رات کو سفر کرتے اور دن کو روپوش رہتے تھے، مگر جب بنو ہوازن کو علم ہوا تو وہ بھاگ گئے۔ علاقہ خالی ہو جانے کی وجہ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ واپس مدینہ آ گئے۔

۲۶ سریہ اطراف فدک

(۷ھ) یہ سیدنا بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیس اشخاص کے ہمراہ بنو مرہ کی تادیب کے لیے روانہ کیا گیا۔ سلمان علاقے میں پہنچ کر ان کے مال و مویشی ہانک کر

[1] فتح الباری: ۷/ ۴۹۱۔

واپس ہوئے تو دشمن سے آمنا سامنا ہو گیا، انہوں نے جم کر تیر اندازی کی بالآخر جب سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے تیر ختم ہو گئے تو قائد سریہ کے علاوہ تمام شہید کر دیے گئے اور قائد شدید زخمی حالت میں فدک لائے گئے اور ٹھیک ہو جانے پر مدینہ واپس آئے۔

۲۷ سریہ میفعہ

(رمضان المبارک ۷ھ) سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بنو عوال اور بنو عبد بن ثعلبہ کی تادیب کے لیے اور ایک قول کے مطابق قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات کی تادیب کے لیے روانہ کیا گیا، مسلمانوں کی تعداد ایک سو تیس تھی، دشمن کے اکثر افراد مارے گئے اور مال مویشی حاصل کر لیے گئے، اس ہی سریہ میں سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مرداس بن منہک کو (لا الٰہ الا اللہ) کہنے کے باوجود قتل کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: ''کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا؟''[1]

۲۸ سریہ خیبر

(شوال ۷ھ) یہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیس سواروں پر مشتمل افراد پر بھیجا گیا۔ اسیر بشیر بن رزام غطفانیوں کو ساتھ ملا کر مسلمانوں پر حملہ کرنے والا تھا، مگر مسلمانوں نے اسیر کو امید دلائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خیبر کا گورنر مقرر فرما دیں گے، مگر راستے میں فریقین میں بدگمانی کی وجہ سے لڑائی ہوئی تو تمام لوگ مارے گئے۔

۲۹ سریہ یمن و جبار

(۷ھ) یہ بنو فزارہ اور بنو عذرہ کے علاقہ کا نام ہے، سیدنا بشیر بن کعب الانصاری رضی اللہ عنہ کو تین سو مسلمانوں کی معیت میں روانہ کیا گیا۔ مال مویشی قبضے میں کر لیے گئے اور آدمی قیدی بنے جو مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔

---

[1] صحیح البخاری: ٦٨٧٢۔

③⓪ سریہ غابہ

(۷ھ) قبیلہ جشم بن معاویہ کا ایک شخص بہت سے لوگ جمع کر کے غابہ اس لیے لایا کہ بنو قیس کو جمع کر کے مسلمانوں کے ساتھ لڑا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو حدرد رضی اللہ عنہ کو صرف دو آدمیوں کے ہمراہ روانہ فرمایا، جنگی حکمت عملی سے دشمن کو شکست فاش ہوئی، بہت سے اونٹ اور بکریاں ہانک لائے۔①

③① سریہ ابو العوجاء

(ذی الحجہ ۷ھ) اس میں رسول اللہ ﷺ نے پچاس آدمیوں کو سیدنا ابو العوجاء رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بنو سلیم کو دعوت اسلام کے لیے روانہ فرمایا، مگر ان کے انکار کر دینے کی صورت میں سخت لڑائی ہوئی، قائد لشکر زخمی ہو گئے، دشمن کے دو شخص قیدی ہوئے۔②

③② سریہ غالب بن عبد اللہ

(صفر ۸ھ) اس میں سیدنا غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ فدک کے اطراف میں سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے رفقاء کی شہادت گاہ میں بھیجا، جانوروں پر قبضہ کر لیا گیا اور متعدد افراد قتل کیے گئے۔③

③③ سریہ ذات اطلاح

(۸ھ) اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنو قضاعہ نے مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے بڑی جماعت تیار کر رکھی تھی۔ جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے سیدنا کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی سرگردگی میں صرف پندرہ صحابہ کو ان کی طرف بھیجا، انہوں نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر تمام صحابہ کرام کو شہید کر دیا، مقتولین میں صرف ایک شخص بچ سکا جو اٹھا لایا گیا۔④

---

① زادالمعاد: ۲/ ۱۴۹،۱۵۰؛ رحمة للعالمین: ۲/ ۲۲۹،۲۳۱؛ تلقیح مفهوم: ص/ ۳۱۔ ② المغازی للواقدی: ۲/ ۷۴۱؛ دلائل النبوة للبیهقی: ۴/ ۳۴۱۔
③ طبقات ابن سعد: ۲/ ۱۲۶۔
④ سیرة ابن هشام: ۴/ ۳۵۶،۳۵۷؛ طبقات ابن سعد: ۲/ ۱۲۷،۱۲۸۔

۳۴ سریہ ذات عرق

(ربیع الاول ۸ھ) چونکہ بنو ہوازن نے دشمن کو بار بار کمک پہنچائی تھی، لہٰذا سیدنا شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ کو پچیس آدمیوں کی کمان دے کر ان کی طرف روانہ کیا گیا، جنگ کی نوبت نہیں آئی، یہ لوگ دشمن کے جانور ہانک لائے۔①

۳۵ معرکہ موتہ

(جمادی الاول ۸ھ) اردن میں بلقاء جگہ کے قریب ایک آبادی کا نام ہے۔ جہاں سے بیت المقدس دوسرے مرحلے پر واقع ہے۔ یہ انتہائی خوفناک معرکہ تھا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیش آیا جو عیسائی ممالک کی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور یہ جمادی الاول ۸ھ میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ قیصر روم کے گورنر نے ایلچی کو گرفتار کر کے باندھا اور پھر شہید کر دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ سفیروں اور قاصدوں کا قتل بدترین جرم تھا جو اعلان جنگ سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ آپ پر یہ بات سخت گراں گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر فوج کشی کے لیے تین ہزار افراد کا لشکر تیار کیا۔ جنگ احزاب کے علاوہ کسی اور جنگ میں اتنا بڑا اسلامی لشکر فراہم نہ ہو سکا۔ اسی معرکہ میں سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔②

۳۶ سریہ ذات السلاسل

(جمادی الاخری ۸ھ) معرکہ موتہ کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کے گرد نواح میں عرب قبائل کے موقف کا علم ہوا کہ وہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے رومیوں کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں تو آپ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا اور جمادی الاخری ۸ھ میں ان کو روانہ کیا۔ آپ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو علم دے کر ان

① المغازی للواقدی: ۲/ ۷۵۴، ۷۵۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ۴/ ۲۶۷۔

② زادالمعاد: ۲/ ۱۵۵؛ فتح الباری: ۷/ ۵۱۱۔

کی سربراہی میں دوسرے فوجیوں کی کمک روانہ فرمائی۔ جس میں مہاجرین، سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور سرداران انصار بھی۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے جا ملیں۔ دشمن مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے، ادھر ادھر بھاگ گئے، اس کے بعد سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت میں مسلمانوں کی سلامتی کی خبر دینے کے لیے بھیجا گیا۔ وادی القریٰ کے آگے ایک خطہ ہے جس کا نام ذات السلاسل ہے اور وہاں سے مدینہ کا فاصلہ دس دن کا ہے۔ ①

۳۷ سریہ خضرہ

بنو غطفان کے لوگ اس مقام پر لشکر جمع کر رہے تھے تو آپ نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو پندرہ افراد کی جماعت دے کر روانہ فرمایا۔ دشمن کے متعدد لوگ قتل اور قید کر لیے گئے اور مال غنیمت بھی حاصل ہوا اس مہم میں وہ پندرہ دن تک مدینہ منورہ سے باہر رہے۔ ②

172

۳۸ عمرہ جعرانہ

(ذی القعدہ ۸ھ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم کے بعد جعرانہ ہی سے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ ادا کیا۔ اس کے بعد سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا والی بنا کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اور مدینہ منورہ سے واپسی ۲۴ ذی القعدہ ۸ھ کو ہوئی۔ ③

۳۹ سریہ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ

(محرم ۹ھ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ کو پچاس سواروں کی کمان دے کر بنوتمیم کے پاس محرم ۹ھ کو اس لیے بھیجا تھا کہ بنوتمیم نے قبائل کو بھڑکا کر جزیہ کی ادائیگی سے روک دیا تھا، جب کہ اس مہم میں کوئی بھی انصار و مہاجر نہ تھا۔ اس دورانیے میں ان کے گیارہ آدمی، اکیس عورتیں اور تین بچے گرفتار ہوئے جن کو مدینہ منورہ

① سيرة ابن هشام: ٢/ ٦٢٦،٦٢٣؛ دلائل النبوة للبيهقي: ٤/ ٤٠٢۔
② رحمة للعالمين: ٢/ ٢٣٣۔ ③ زادالمعاد: ٢/ ٢٠١،١٦٠۔

لا کر رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔ اس کے بعد بنو تمیم کے دس سردار آئے بحث و مباحثہ کے بعد وہ مسلمان ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین تحائف سے نوازا اور ان کی عورتیں اور بچے انہیں واپس کر دیے۔ ①

⑷⓪ سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

(صفر ۹ھ) سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو قبیلہ خثعم کی ایک شاخ کی جانب روانہ کیا گیا۔ وہ بیس آدمی لے کر روانہ ہوئے اور ان کے پاس صرف دس اونٹ تھے۔ جن پر باری باری سوار ہوتے، مسلمانوں کے شب خون مارنے سے سخت لڑائی ہوئی، فریقین کے خاصے لوگ زخمی ہوئے، اس میں کچھ لوگ مارے گئے اور مسلمان بھیڑ بکریوں اور بال بچوں کو مدینہ ہانک لائے۔ ②

⑷① سریہ ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ

(ربیع الاول ۹ھ) سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ کو بنو کلاب کو دعوت اسلام دینے کے لیے روانہ کیا گیا مگر انہوں نے انکار کر دیا، مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور ان کا ایک شخص مارا گیا۔ ③

⑷② سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ

(ربیع الآخر ۹ھ) سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی کی کمان دے کر جدہ کے ساحل کی طرف روانہ کیا۔ سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ نے سمندر میں اتر کر ساحل کے قریب جمع ہونے والے حبشیوں کا تعاقب کیا تو وہ سب بھاگ گئے۔ ④

---

① سیرۃ ابن ھشام: ٤/ ٣٥٧؛ طبقات ابن سعد: ٢/ ١٦٠۔

② المغازی، للواقدی: ٢/ ٧٥٣۔

③ صحیح مسلم: ١٨٤٠؛ طبقات ابن سعد: ٢/ ١٦٢۔

④ عیون الأثر: ٢/ ٢٥٧۔

(۴۳) سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۹ھ

(۹ھ) ان کو قبیلہ طے کے ایک بت جس کا نام قلس (کلیسا) تھا ڈھانے کے لیے بھیجا۔ ان کی سرکردگی میں ایک سو اونٹ، پچاس گھوڑے اور ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ جھنڈیاں کالی اور پرچم سفید تھا۔ نماز فجر کے بعد مسلمانوں نے حملہ کر کے بت ڈھا دیا۔ قیدیوں، چوپایوں اور بھیڑ بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ عدی بن حاتم ملک شام کی طرف بھاگ گئے۔ جب کہ حاتم طائی کی بیٹی قیدیوں میں موجود تھی۔ مسلمانوں نے قلس کے خزانے میں تین تلواریں اور تین زرہیں پائیں اور راستے میں مال غنیمت تقسیم کر لیا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علیحدہ کر لیا اور آل حاتم کو تقسیم نہیں کیا۔

جب آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو حاتم طائی کی بیٹی نے رحم کی درخواست کر دی کہ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں اور میں خدمت نہیں کر سکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست قبول فرماتے ہوئے سواری کا بندوبست بھی فرما دیا۔ حاتم کی صاحبزادی واپسی پر ملک شام اپنے بھائی عدی کے پاس گئیں۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتلایا کہ آپ نے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ تمہارے باپ بھی ویسا کام نہیں کر سکتے تھے۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ صحیح بخاری میں سیدنا عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر فاقہ کی شکایت کی، اس طرح دوسرے نے راہزنی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عدی! تم نے حرہ دیکھا ہے؟ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو دیکھ لو گے کہ ایک ہودج نشین عورت حرہ سے چل کر مکہ مکرمہ آئے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا اور تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے اور تم اپنی زندگی میں دیکھو گے کہ آدمی چلو بھر سونا چاندی لے کر نکلے گا مگر اسے لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔'' سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ سارا معاملہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا۔ [1]

(1) زادالمعاد: ۲/ ۲۰۵؛ طبقات ابن سعد: ۲/ ۶۴؛ دلائل النبوۃ للبیهقی: ۵/ ۳۴۳۔

۴۴ سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

(صفر ۱۱ھ) رسول اللہ ﷺ نے صفر گیارہ ہجری میں ایک بڑے لشکر کی تیاری شروع فرمائی اور سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کرتے ہوئے حکم دیا کہ بلقاء کا علاقہ اور روم کی فلسطینی سرزمین سواروں کے ذریعہ روندآؤ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ رومیوں کو خوف زدہ کرتے ہوئے ان کی حدود پر واقع عرب قبائل کا اعتماد بحال کر دیا جائے۔ لشکر اسامہ روانہ ہو کر مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق پریشان کن خبروں کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا بلکہ اللہ کے فیصلے کے انتظار میں وہیں ٹھہرنے پر مجبور ہو گیا اور اللہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ یہ لشکر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی پہلی مہم قرار پایا۔[1]

[1] صحیح البخاری: ٤٤٦٩، عیون الأثر: ۲/ ۳۵۰۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفود

وہ لوگ جو آپ ﷺ کے پاس وفود کی شکل میں آ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، ان کی تعداد عموماً اہل سیر نے سترہ کے قریب لکھی ہے، ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

وفد عبدالقیس کی آمد

اس قبیلے کا وفد دو بار خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہوا تھا۔ پہلی بار تقریباً ۵ھ میں ایک شخص جو سامان تجارت لے کے مدینہ آیا جایا کرتا تھا، ہجرت نبوی کے بعد جب وہ پہلی بار مدینہ آیا تو اسلام کی دعوت کا علم ہوا تو وہ مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس گیا تو بعض لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور تیرہ چودہ آدمیوں کا وفد خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہوا، یہ وفد الاشج کی قیادت میں حاضر ہوا، انہی سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"آپ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے۔ پہلی دور اندیشی اور دوسری بردباری۔"①

اسی قبیلہ کا جب دوسری بار وفد دربار نبوت میں حاضر خدمت ہوا تو ان کی تعداد چالیس لوگوں پر مشتمل تھی، ان میں ایک نصرانی علاء بن جارود عبدی تھا جو کہ مسلمان ہو گیا اور پھر اس کا اسلام بھی خوب رہا۔②

وفد دوس کی آمد

یہ وفد ۷ھ کے اوائل میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں رسول اللہ ﷺ وادی خیبر میں

① صحیح البخاری: ۴۳۶۸؛ صحیح مسلم: ۱۸۔
② دلائل النبوۃ للبیهقی: ۵/ ۳۲۷؛ الطبرانی فی الکبیر: ۵۳۱۳۔

تھے۔ اس وفد کے سربراہ سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اس وقت حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ انہوں نے واپس جا کر اپنی قوم میں باقاعدہ دعوت اسلام شروع کی اور قوم ٹالتی رہی اور تاخیر کرتی رہی حتی کہ سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ مایوس ہو گئے اور خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر بددعا کرنے کی درخواست کر دی۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ کے ہدایت یافتہ ہو جانے کی دعا فرما دی جو قبول ہوئی اور لوگ مدینہ میں آ کر مسلمان ہو گئے۔ ①

فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ کا پیغام

یہ رومی سپاہ کے اندر ایک عربی کمانڈر تھے اور رومیوں نے ان کو اپنے حدود سے متصل عرب علاقوں کا گورنر بنا رکھا تھا، ان کا مرکز جنوبی اردن تھا۔

انہوں نے جنگ موتہ میں مسلمانوں کی معرکہ آرائی شجاعت اور جنگی پختگی دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تھا اپنا ایک قاصد بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تھی تو جب رومیوں کو ان کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا، پھر ان کو ارتداد یا موت کو اختیار کرنے کے لیے دعوت دی۔ مطلب یہ تھا مرتد ہو جاؤ یا موت کے لیے تیار ہو جاؤ تو انہوں نے ارتداد پر موت کو ترجیح دی چنانچہ فلسطین میں عفرا نامی ایک چشمے پر سولی دے کر ان کو شہید کر دیا گیا۔ ②

وفد صُداء کی آمد

یہ وفد ۸ ھ میں جعرانہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو مسلمانوں کی ایک مہم تیار کر کے اسے حکم دیا کہ یمن کا وہ گوشہ روند دیا جائے جہاں قبیلہ صداء رہتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے زیاد بھاگ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں، آپ اپنا لشکر

① سیرة ابن هشام: ٢/ ٢٥،٢٩؛ صحیح البخاری: ٤٣٩٢؛ صحیح مسلم: ٢٥٢٤۔ ② السیرة النبوة لابن هشام: ٤/ ٣١٥،٣١٦؛ زادالمعاد: ٣/ ٤٥۔

واپس بلا لیں میں اپنی قوم کا ضامن ہوں تو آپ نے وادی قناۃ ہی سے لشکر واپس بلا لیا۔ اس کے بعد سیدنا زیاد رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں جا کر ترغیب دی اور پندرہ آدمی مسلمان ہو گئے اور قبول اسلام پر بیعت کی، پھر اپنی قوم میں واپس جا کر اسلام کی تبلیغ کی اور اسلام پھیل گیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ان کے ایک سو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کی۔ ①

سیدنا کعب بن زہیر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی آمد

اس کا خاندان شعراء سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا شمار عرب کے عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے، یہ شخص کافر تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ امام حاکم رحمہ اللہ کے بقول یہ شخص ان مجرموں میں شامل تھا جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمان جاری کیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص اگر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے بھی پائے جائیں تو بھی ان کی گردن اڑادی جائے مگر یہ شخص بچ کر بھاگ گیا تھا۔ ②

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ طائف سے ۸ ہجری میں واپس تشریف لائے تو کعب کے بھائی سیدنا بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجو کرنے والے کئی افراد کو مکہ میں قتل کروا چکے ہیں، اسی طرح ایذا رسانی کرنے والوں کو بھی قتل کروا دیا ہے اور قریش کے بچے ہوئے شعراء بھاگ گئے ہیں لیکن اگر تمھیں جان کی ضرورت ہے تو معافی طلب کرو دوڑ کر دربار نبوت میں آ جاؤ چونکہ آپ ایسے شخص کو جو توبہ کے لیے آ جائے قتل نہیں کرواتے۔ جب کعب بن زہیر پر زمین تنگ ہوگئی، مدینہ منورہ آ گیا۔ جہینہ کے ایک شخص کا مہمان بن گیا، صبح کی نماز میں شامل ہوا، جہنی کے اشارہ پر وہ اٹھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اور اپنا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ چونکہ آپ اس کو پہچانتے نہ تھے، کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کعب بن زہیر توبہ کر کے مسلمان ہو گیا ہے اور آپ سے امن کا متمنی ہے، اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس کا اسلام قبول فرما لیں گے؟

① دلائل النبوۃ للبیہقی: ۵/ ۳۵۷،۳۵۵۔

② المغازی للواقدی: ۲/ ۸۲۵۔

آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' تو کہنے لگا میں ہی کعب بن زہیر ہوں، اس پر ایک انصاری صحابی نے گردن مارنے کی اجازت مانگی مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ دو یہ شخص اقبال جرم کرتے ہوئے گزشتہ اقوال وافعال سے تائب ہو چکا ہے۔'' تو اس موقع پر سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشہور قصیدہ آپ کو پڑھ کر سنایا اور معذرت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی مدح کرتے ہوئے آگے یوں کہا:

نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْعَدَنِیْ وَالْعَفْوُعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَأْمُوْلُ
مَهْلاًهَدَاكَ الَّذِیْ اَعْطَاكَ نَافِلَةً قُرْآنُ فِیْكَ مَوَاعِیْظُ وَتَفْصِیْلُ

مجھے پتہ چلا ہے کہ اللہ کے رسول نے مجھے دھمکی دی ہے حالانکہ اللہ کے رسول سے معافی کی توقع ہے۔ آپ ٹھہریں (چغل خوروں کی بات نہ لیں) وہ ذات آپ کی رہنمائی کرے گی جس نے آپ کو نصائح اور تفصیل سے پُر قرآن دیا ہے۔

قصیدہ میں سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین قریش کی تعریف کی مگر ان کی مدح کے دوران انصار پر طنز بھی کی، لیکن جب وہ مسلمان ہوگیا تو اس کے اسلام میں عمدگی آگئی تو اس نے ایک قصیدہ انصار کی مدح میں کہا اور ان کی شان میں جو غلطی ہوگئی تھی اس کی تلافی کردی۔

وفد عذرہ کی آمد

یہ وفد صفر ۹ ہجری میں مدینہ منورہ آیا جو کہ بارہ اشخاص پر مشتمل تھا، اس میں حمزہ بن نعمان بھی تھے، جب ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو جواب میں نمائندے نے کہا کہ ہم بنو عذرہ ہیں، قصیّ کے اخیافی بھائی ہیں، ہم نے ہی قصیّ کی تائید کرتے ہوئے بنو بکر کو مکہ سے نکالا تھا، ادھر ہماری قرابت داریاں اور رشتے ہیں، یہ سن کر آپ نے ان لوگوں کو خوش آمدید کہا اور ملک شام فتح کیے جانے کی بشارت سنائی۔ آپ ﷺ نے ان کو ایسے ذبیحوں سے روکا جنہیں یہ لوگ حالت شرک میں ذبح کرتے تھے اور کہانت کا عمل

کرنے والی عورتوں سے سوال کرنے سے منع فرمایا۔اس وفد نے اسلام قبول کیااور چند روز رہ کر واپس چلے گئے۔[1]

وفدبلی کی آمد

یہ ربیع الاول ۹ ہجری میں مدینہ منورہ آیا، اسلام قبول کیااور تین روز تک مدینہ منورہ رہے۔ وفد کے رئیس نے اس دوران میں مہمان نوازی کے عمل پر اجر پانے کے متعلق دریافت کیاتو آپ ﷺ نے فرمایا:''کسی مالدار یافقیر کے ساتھ جو بھی اچھا سلوک کرے گا وہ صدقہ شمار ہوگا۔ضیافت تین دن تک ہوتی ہے۔'' پھر گمشدہ بکری اور اونٹ کے متعلق سوال کیاتو جواب میں آپ نے فرمایا:''وہ بھیڑ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا پھر بھیڑیے کی ہوگی، جبکہ اونٹ کو اپنی حالت پر رہنے دو یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے۔''[2]

وفدثقیف کی آمد

یہ وفد رمضان ۹ ہجری میں تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی پر حاضر ہوا،اس قبیلے میں دعوت اسلام اس طرح پھیلی کہ جب آپ ۸ ہجری میں غزوۂ طائف سے واپس ہوئے تو آپ کے مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل ہی اس قبیلے کے سردار سیدنا عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور واپس جا کر دعوت اسلام پیش کی چونکہ اس شخص کا قوم میں انتہائی احترام تھا،قبیلہ کا سردار ہونے کی وجہ سے بھی لوگ بات مانتے تھے اور اپنی لڑکیوں اورعورتوں سے بھی زیادہ محترم اورقابل احترام سمجھتے تھے مگر جب انہوں نے اسلام کی دعوت دی تو توقع کے بالکل خلاف لوگوں نے ہر طرف سے تیروں کی بوچھاڑ کردی اوراسے شہید کردیا۔چند ماہ تک اس قتل کے بعد لوگ اسی حالت کفر پر رہے چونکہ باقی تمام علاقے اسلام قبول کر چکے تھے،چنانچہ باہمی مشاورت کے بعد چھ آدمیوں پر مشتمل وفد تیار کیا گیاجس میں سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ بھی تھے جو سب سے کم عمر تھے۔ جب یہ وفد خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا

---

[1] طبقات ابن سعد: ۱/ ۳۳۱؛ عیون الأثر: ۲/ ۳۱۵۔ [2] زاد المعاد: ۳/ ۲۶، ۲۸۔

تو آپ نے مسجد کے ایک گوشے میں ایک قبہ لگوایا تاکہ یہ قرآن سن سکیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھ سکیں ۔آخرکار وفد کے سردار نے سوال کیا کہ آپ اپنے اور ثقیف کے درمیان معاہدہ صلح لکھ دیں جس میں زنا کاری ،شراب نوشی اور سودخوری کی اجازت ہو اور ان کے معبودان کو برقرار رکھا جائے اور نماز سے معاف رکھا جائے اور ان کے بت ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں ۔مگر رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کوئی بات بھی منظور نہ فرمائی۔آخرکار انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔

البتہ یہ شرط لگائی کہ لات کو ڈھانے کا انتظام رسول اللہ ﷺ خود فرمادیں۔ثقیف اسے اپنے ہاتھوں سے خود نہیں ڈھائیں گے آپ نے یہ شرط قبول فرماتے ہوئے انہیں ایک نوشتہ لکھ دیا اور سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنادیا کیونکہ وہی اسلام کو سمجھنے اور قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرنے میں سب سے زیادہ پیش پیش اور حریص تھے۔کیونکہ اس دورانیے میں وفد کی عدم موجودگی میں یہ خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہوکر قرآن پڑھتے اور دین کی باتیں دریافت کرتے اور جب آپ آرام فرمارہے ہوتے تو اسی مقصد کے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاتے ۔اسی لیے ان کی یہ قیادت وسیادت بڑی بابرکت ثابت ہوئی ۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت صدیقی میں ارتداد کی لہر چلی تو ثقیف نے بھی مرتد ہونے کا ارادہ کیا تھا تو سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگو تم سب سے آخر میں اسلام لائے ہو اور سب سے پہلے مرتد بن جاؤ گے ان کی یہ بات سن کر لوگ ارتداد سے رک گئے اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے لات بت کو ڈھانے کے لیے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جن میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ۔بت توڑ کر زمین کے برابر کردیا گیا حتیٰ کہ اس کی بنیاد بھی کھود ڈالی اور اس کا لباس اور زیور نکال لیا گیا، یہ منظر دیکھ کر ثقیف دم بخود رہ گئے ۔آخر میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بت کے زیور

اور لباس لے کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سب کچھ اسی دن تقسیم فرما دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ کی نصرت اور دین کے اعزاز و شرف پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ ①

وفد ہمدان

یہ وفد بھی ۹ ہجری میں تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے ان کے لیے ایک تحریر میں جو کچھ انہوں نے مانگا تھا عطا فرما دیا اور سیدنا مالک بن نمط رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ دعوت اسلام کے لیے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ چھ ماہ تک دعوت اسلام دیتے رہے مگر لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا، پھر آپ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حکماً سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو واپس بلا لیا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان کے پاس جا کر نبی کریم ﷺ کا خط سنایا اور اسلام کی دعوت دی تو سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے ان کے اسلام قبول کر لینے کی بشارت نبی کریم ﷺ کو بھجوائی تو جب آپ ﷺ نے خط پڑھا تو سجدے میں گر پڑے، پھر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''ہمدان پر سلام، ہمدان پر سلام۔'' ②

وفد بنی فزارہ کی آمد

یہ وفد بھی ۹ ہجری میں غزوہ تبوک سے نبی کریم ﷺ کی واپسی کے بعد آیا، یہ دس اشخاص پر مشتمل تھا مگر یہ تمام لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، ان لوگوں نے اپنے علاقے کی قحط سالی کے بارے میں عرض کیا، آپ منبر پر تشریف لائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر بارش کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ ہمیں نفع والی بارش دے، نقصان والی نہ ہو، رحمت والی ہو، زحمت و عذاب والی نہ ہو، ڈھانے، غرق کرنے اور مٹانے والی بارش نہ ہو، ہمیں بارش سے سیراب کر اور دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔'' ③

---

① زادالمعاد: ۳/ ۲۶،۲۸؛ سیرة ابن ہشام: ۲/ ۵۴۲،۵۳۷۔ ② سیرة ابن ہشام: ۴/ ۳۲۳؛ طبقات ابن سعد: ۱/ ۳۴۰۔ ③ زادالمعاد: ۳/ ۴۸۔

وفد نجران کی آمد

مکہ مکرمہ سے یمن کی جانب سات مرحلوں پر ایک بڑا علاقہ جو تہتر بستیوں پر مشتمل تھا تیز رفتار شاہسوار ایک ہی دن میں پورا علاقہ طے کر سکتا تھا۔ [1]

اس علاقہ میں تقریباً ایک لاکھ کے قریب جنگ جو قسم کے لوگ تھے جو تمام عیسائی مذہب پر تھے، یہ وفد نو ہجری میں آیا یہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا جن میں سے چوبیس آدمی تو اشراف میں سے تھے، ان میں سے تین کو اہل نجران کی سربراہی اور سرکردگی حاصل تھی۔ عبدالمسیح کے ذمہ امارت وحکومت تھی دوسرے کا نام ایہم یا شرحبیل جو ثقافتی اور سیاسی امور کا نگران تھا۔ تیسرا (لاٹ پادری) دینی سربراہ اور روحانی پیشوا تھا اس کا نام حارثہ بن علقمہ تھا۔ اس وفد نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ چند سوالات ایک دوسرے سے کیے گئے۔ آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور قرآنی آیات بھی سنائیں، مگر ان لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انہوں نے سوالات کیے تو یہ آیات:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ﴾ (ال عمران:۵۹) نازل ہوئیں۔

ان میں مباہلہ کرنے کا فرمان بھی نازل ہوا۔ ساری وضاحت کے باوجود ان لوگوں نے قبول سے انکار کیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے انہیں مباہلہ کرنے کی دعوت دی اور انہیں سوچ وبچار کرنے کا موقع دیا گیا ان سرداروں نے مشاورت کے بعد مباہلہ کرنے سے بھی انکار کر دیا کیونکہ اگر یہ نبی ہے تو مباہلہ کرنے کے بعد ہمارا کچھ نہیں بچے گا۔ آخر میں انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ کا جو مطالبہ ہو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں تو پھر آپ نے ان سے جزیہ لینا منظور کر لیا۔ دو ہزار جوڑے کپڑوں پر مصالحت فرمائی ایک ہزار جوڑا ماہ رجب میں اور ایک ہزار ماہ صفر میں اور فرمان جاری کیا کہ ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ (ایک سو باون گرام چاندی) بھی ادا کرنی ہوگی۔ اس کے عوض آپ نے ایک باقاعدہ نوشتہ لکھ دیا اور انہیں اللہ اور رسول کا ذمہ عطا فرمایا اور دین کے بارے میں

[1] فتح الباری: ۸/ ۹۲۔

پوری آزادی عطا فرمائی، پھر آپ نے مصالحت پر مال کی وصولی کے لیے امین الامت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، اس کے بعد ان میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صدقات اور جزیہ لانے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور ظاہر بات ہے کہ صدقہ تو صرف اہل اسلام سے ہی لیا جاتا ہے۔[1]

وفد بنی حنیفہ کی آمد

یہ وفد بھی نو ہجری میں مدینہ منورہ آیا جس میں مسیلمہ کذاب سمیت سترہ آدمی تھے۔ مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب بن حارث۔ یہ وفد ایک انصاری صحابی کے مکان پر اترا۔ پھر یہ وفد مسیلمہ کذاب کے علاوہ خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ مسیلمہ اپنے تکبر اور حرص امارت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا، پہلے تو آپ نے قولاً فعلاً اچھے اور شریفانہ برتاؤ کے ذریعے دل جوئی کرنا چاہی بالآخر آپ سمجھ گئے کہ اس کے اندر تکبر اور شر موجود ہے اور آپ اس سے قبل ایک خواب بھی دیکھ چکے تھے کہ میرے پاس روئے زمین کے خزانے لاکر رکھ دیے گئے ہیں اور اس میں سے دو سونے کے کنگن آپ کے ہاتھ میں آپڑے ہیں آپ کو یہ دونوں بڑے رنج والم دینے والے محسوس ہوئے۔ آپ کو وحی کے ذریعے بتایا گیا کہ ان پر پھونک مارو جب آپ نے ایسے کیا تو دونوں اڑ گئے۔ آپ نے یہ تعبیر فرمائی کہ یہ دونوں میرے بعد کذاب دجال ہوں گے۔ نبوت کا دعوی کرنے والے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں۔[2]

مسیلمہ کذاب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیابت کا سوال بھی کیا کہ مجھے اپنا ولی عہد مقرر کردیں۔ آپ نے کھجور کی ٹہنی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی فرمایا: ''تیری خواہش پر یہ ٹہنی بھی تجھے نہیں مل سکتی۔'' پھر اس کے دو نمائندے بھی مدینہ منورہ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' انہوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ جواب میں آپ نے فرمایا: ''میں کسی قاصد کو قتل

① فتح الباری: ۸/ ۹۵، ۹٤؛ زادالمعاد: ۲/ ۳۸۔
② صحیح البخاری: ٤۳۷٤۔

کرتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔'' مسیلمہ کذاب نے دس ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور ربیع الاول ۱۱ ہجری کو عہد خلافت صدیق اکبر میں یمامہ کے اندر قتل کر دیا گیا۔ اس کو قتل کرنے والے سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کا یہ حشر ہوا۔ دوسرا اسود عنسی تھا جس نے یمن میں فساد برپا کر رکھا تھا، اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف ایک دن ایک رات پہلے سیدنا فیروز رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، پھر آپ کے پاس اس کے متعلق وحی آئی اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس واقعے کی اطلاع دی۔ اس کے بعد یمن سے باقاعدہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خبر آئی۔ [1]

وفد بنی عامر بن صعصعہ کی آمد

اس وفد میں دشمن خدا عامر بن طفیل، لبید کا اخیافی بھائی اربد بن قیس، خالد بن جعفر اور جبار بن اسلم شامل تھے، یہ سب لوگ اپنی قوم کے سربراہ اور شیطان صفت انسان تھے۔ عامر بن طفیل وہی شخص ہے جس نے بئر معونہ پر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کرایا تھا، ان لوگوں نے جب مدینہ آنے کا ارادہ کیا تو عامر اور اربد نے باہم سازش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دے کر اچانک قتل کر دیں گے۔ جب یہ وفد مدینہ منورہ پہنچا تو عامر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی اور اربد گھوم کر آپ کے پیچھے پہنچا اور تھوڑی سی تلوار میان سے نکالی مگر اللہ نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ تلوار بے نیام نہ کر سکا۔ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ و مامون رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر بددعا کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ واپسی پر اللہ تعالیٰ نے اربد اور اس کے اونٹ پر بجلی گرادی جس سے وہ جل مرا۔ ادھر عامر ایک سلولیہ عورت کے گھر اترا اور وہ طاعون کے مرض سے مر گیا۔ [2]

وفد تجیب کی آمد

یہ وفد اپنی قوم کے صدقات جو فقراء سے فاضل بچ گئے تھے لے کر مدینہ منورہ آیا اور وفد میں صرف تیرہ آدمی تھے جو قرآن و سنت سنتے اور سیکھتے تھے۔ چند باتیں انہوں

---

(1) فتح الباری: ۸/ ۹۳، ۸۷۔ (2) صحیح البخاری: ۴۰۹۱۔

نے آپ ﷺ سے دریافت کیں، آپ نے وہ باتیں انہیں لکھ دیں، چندروز ٹھہرے، آپ نے انہیں تحائف سے نوازا تو انہوں نے ایک نوجوان کو بھی بھیجا جو پیچھے رہ گیا تھا۔ اس شخص نے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ بخشش و رحمت سے نوازے اور میری مالداری میرے دل میں رکھ دے۔ آپ نے دعا فرمادی وہ شخص سب سے زیادہ قناعت پسند ہو گیا۔ ارتداد کے دور میں صرف یہ شخص ہی اسلام پر قائم رہا بلکہ اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتا رہا اور وہ بھی اسلام پر ثابت قدم رہی، اس اہل وفد نے حجۃ الوداع ۱۰ ہجری میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات بھی کی۔ ①

وفد ہوازن کا قبول اسلام

غزوۂ حنین کے مال غنیمت تقسیم ہو جانے کے بعد ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آ گیا اور یہ کل چودہ آدمی تھے۔ ان کا سربراہ زُہیر بن صُرد تھا۔ ان لوگوں میں آپ کا رضاعی چچا ابو برقان بھی تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اعلان کروایا گیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو مومنین کی جانب سفارشی بناتے ہیں کہ کم از کم آپ ہمارے قیدی ہی واپس کر دیں۔ آخرکار آپ ﷺ نے تمام قیدیوں کو ایک ایک قبطی چادر عطا فرما کر واپس کر دیا۔ ②

وفد طے کی آمد

اس وفد کے ساتھ عرب کے مشہور شاہسوار سیدنا زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان سے گفتگو کے دوران آپ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی، انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھ سے عرب کے جس شخص کی بھی خوبی بیان کی گئی پھر وہ میرے پاس آیا تو میں

① طبقات ابن سعد: ۱/ ۳۱٦۔

② صحیح البخاری: ۴۳۱۸؛ فتح الباری: ۸/ ۳۳۔

نے اسے اس کی شہرت سے کمتر ہی پایا، مگر اس کے برعکس زید الخیل کی شہرت ان کی خوبیوں کو نہیں پہنچ سکی۔" آپ نے ان کا نام زید الخیر رکھا۔

اس طرح ۹ ہجری اور ۱۰ ہجری میں وفود کی آمد پے در پے جاری رہی۔ اہل سیر نے یمن، ازد، قضاعہ، بنی عامر، بنی اسد، بنی حارث، سلامان، مزینہ، غسان، بنی عیش اور نخع کے علاوہ بھی کئی وفود کا تذکرہ فرمایا ہے تو اس طرح نخع کا وفد آخری وفد تھا جو محرم ۱۱ ہجری کے وسط میں آیا وہ دو آدمیوں پر مشتمل تھا، باقی بیشتر وفود کی آمد نو اور دس ہجری میں ہوتی رہی۔ صرف بعض وفود گیارہ ہجری تک ہی متاخر ہوئے تھے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ اس وقت دعوت اسلام کو کس قدر فروغ اور قبول عام ہو چکا تھا اور کسی کے لیے اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہ تھا۔ چونکہ دلوں میں دین اسلام پوری طرح اثر کر چکا تھا۔ مگر کئی جاہل بدو اپنے سرداروں کی متابعت میں مسلمان ہو گئے تھے اور قتل و غارت کا جو رجحان جڑ پکڑ چکا تھا اس سے ابھی وہ دلی طور پر پاک صاف نہیں ہوئے تھے اور اسلامی تعلیمات نے ابھی انہیں پوری طرح مہذب نہیں بنایا تھا۔ قرآن مجید میں سورۂ توبہ کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے:

﴿اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبہ:۹۷)

"دیہاتی کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو نازل کیا ہے اس کی حدود کو نہ جانیں اور اللہ خوب علم والا اور حکمت والا ہے۔"

جبکہ کچھ دوسرے افراد کی تعریف بھی فرمائی گئی ہے:

﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (التوبہ:۹۹)

جہاں تک مکہ، مدینہ، ثقیف، یمن، بحرین، کے بہت سے شہری باشندوں کا تعلق ہے تو ان کے اندر اسلام پختہ ہو چکا تھا اور انہی میں سے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم اور سادات مسلمین بھی ہوئے ہیں۔[1]

---

[1] زاد المعاد: ۳/ ۴۹۴؛ دلائل النبوۃ للبیہقی: ۵/ ۳۳۷۔

یادداشت

خاندانِ نبوت کا تعارف

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

www.maktabaislamiapk.com
Facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com

2514800047